بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

یَاۡتِیۡکَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ ۔ یَاۡتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ

روزنامہ الفضل ربوہ

سالانہ نمبر

یوم جمعہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر
مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ دو روپے

نمبر ۳۹۲	۲۲ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ ٭ ۲۶ فتح ۱۳۵۴ہش ٭ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء	جلد ۶۴/۲۹

نشان ساتھ ہیں اتنے کہ کچھ شمار نہیں ؎ ہمارے دین کا قصّوں پہ ہی مدار نہیں (کلامِ محمود)

تائید و نصرتِ الٰہی کا ایک اور درخشندہ نشان



سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تائید و توفیقِ الٰہی سے گوٹن برگ میں
سویڈن کی سب سے پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ رہے ہیں

گوٹن برگ میں سویڈن کی سب سے پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب کے بعض ایمان افروز مناظر



حضور ایدہ اللہ سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں



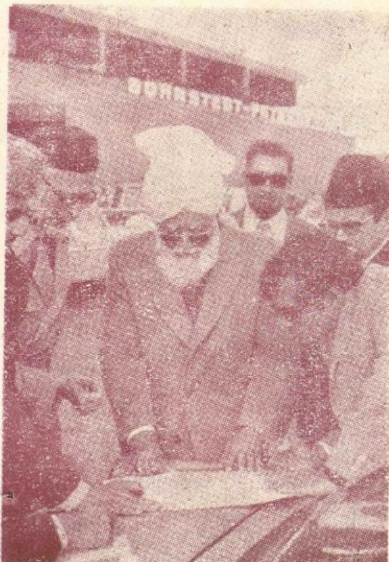
حضور بنیاد میں اینٹ نصب فرما رہے ہیں



سنگِ بنیاد نصب فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا



حضور مسجد کے آرکیٹیکٹ اور کنٹریکٹر کے ساتھ مصروفِ گفتگو ہیں



ڈنمارک کی بندرگاہ ایلسبرگ سے کوپن ہیگن روانہ ہونے سے قبل
حضور راستہ کا نقشہ ملاحظہ فرما رہے ہیں



حضور ایدہ اللہ مشن ہاؤس کوپن ہیگن (ڈنمارک) کے باہر بعض احباب جماعت کے ہمراہ

ارشادات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آج سے ۹۶ سال قبل کی ایک عظیم الشان پیشگوئی جسے ہم آج پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں

"جوق در جوق لوگ دُور سے آئیں گے اور ہر ایک طرف سے مالی مدد آئے گی"

"وسّع مکانک" کے حکم خداوندی کے تحت "مکانوں کو وسیع کرو کہ یہ تیاری آسمان پر ہو رہی ہے"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف نزول المسیح (جو حضور نے ۱۹۰۲ء میں رقم فرمائی) میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحہ ہستی پر اس کا نام و نشان نہ رہے مگر وہ تخم بڑھا اور پھولا اور ایک درخت بنا اور اس کی شاخیں دُور چلی گئیں اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہزارہا پرند اس پر آرام کر رہے ہیں۔ اور اس نشان کے ساتھ ایک عظیم الشان نشان یہ ہے کہ آج سے تئیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے کہ لوگ پوری کوشش کریں گے کہ اس سلسلہ کو مٹا دیں اور ہر ایک مکر کام میں لائیں گے۔ مگر میں اس سلسلہ کو بڑھاؤں گا اور کامل کروں گا۔ اور وہ ایک فوج ہو جائے گی اور قیامت تک ان کا غلبہ رہے گا۔ اور میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک شہرت دوں گا اور جوق در جوق لوگ دُور سے آئیں گے اور ہر ایک طرف سے مالی مدد آئے گی۔ مکانوں کو وسیع کرو کہ یہ تیاری آسمان پر ہو رہی ہے۔ اب دیکھو کس زمانہ کی یہ پیشگوئی ہے جو آج پوری ہوئی۔ یہ خدا کے نشان ہیں جو آنکھوں والے ان کو دیکھ رہے ہیں۔"

(نزول المسیح صفحہ ۳۸۴-۳۸۵)

"خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائے گا وہ فرماتا ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ یعنی خدا نے ابتدا سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اسی آیت کا سچا نکلتا آیا ہے۔ ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔"

(نزول المسیح صفحہ ۳۸۰ و ۳۸۱)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۶ فتح ۱۳۵۴ ہش
۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء

اسلام کی دائمی زندگی کا درخشندہ ثبوت

تیرھویں صدی ہجری یا انیسویں صدی عیسوی کا اواخر ایک رُوح فرسا منظر پیش کر رہا تھا۔ اسلام اور اس کے پیرو انتہائی ضعف کی حالت میں تھے جبکہ عیسائیت، آریہ دھرم اور برہمو سماج والے انتہائی زوروں پر تھے اور اپنی اپنی جگہ اسلام کو کالعدم کرنے پر تُلے ہوئے تھے۔ ان میں سے علی الخصوص عیسائیت کو کُرّہ ارض پر سیاسی غلبہ و استیلاء بھی حاصل تھا اور دُنیا کی دولت سمٹ کر عیسائی طاقتوں کے قبضہ میں آچکی تھی عیسائی پادری عیسائی طاقتوں کے سیاسی اقتدار کے نشہ میں بدمست ہو کر انتہائی دلآزاری پر اُترے ہوئے تھے۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کر کر کے بیانگ دہل یہ اعلان کر رہے تھے کہ نعوذ باللہ اسلام ایک مُردہ مذہب ہے کیونکہ اس میں زندگی کے کوئی آثار موجود نہیں ہیں۔ وہ یہ کہہ کہہ کر کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے اور دوبارہ زمین پر نازل ہو کر دُنیا میں عیسائیت کو غالب کر دکھائے گا مشرق و مغرب میں علی الخصوص مسلمانوں کو دھڑا دھڑ عیسائی بنا رہے تھے۔ مسلمان انتہائی مایوسی اور لاچارگی کی حالت میں اسلام کو دُنیا سے نابُود ہوتے دیکھ کر اور اس کی موت کو یقینی خیال کر کے اس کی حالتِ زار پر مرثیہ خوانی میں مصروف تھے۔

اِس انتہائی مایوسی اور لاچاری کے عالم میں خدا تعالیٰ نے آسمان پر اپنے دائمی اور تا قیامت زندہ و تابندہ رہنے والے دینِ برحق اسلام کی دائمی زندگی کا درخشندہ و تابندہ ثبوت دینے کا فیصلہ فرمایا چنانچہ اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بموجب عین وقت پر آنحضورؐ کے فرزندِ جلیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود کی حیثیت سے دُنیا میں مبعوث فرما کر نشان نمائی کا دروازہ کھول دیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے نتیجہ میں لاکھوں کی تعداد میں آسمانی اور زمینی نشان دکھلا کر جملہ مذاہب اور علی الخصوص عیسائیت کو بار بار چیلنج کیا کہ اگر اُس میں زندگی کی کوئی رمق باقی ہے تو وہ بھی اسلام کے مقابلہ میں کوئی نشان دکھلا کر اپنی زندگی کا ثبوت دے اور ساتھ ہی فرمایا کہ عیسائی پادری قیامت تک ایسا کوئی نشان نہ دکھا سکیں گے کیونکہ ان کا مذہب مُردہ، انکا مصنوعی خدا اور وہ خود مُردے ہیں۔ اِس طرح آپ نے اپنے آقا و مطاع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلالتِ شان اور دائمی زندگی کا ایسا درخشندہ ثبوت پیش کیا کہ جملہ مذاہب اسلام کے آگے عاجز آئے بغیر نہ رہے۔ گستاخ زبانیں گنگ ہو گئیں اور زہر اگلنے والی قلمیں ٹوٹ گئیں۔ ان کا وہی حال ہوا جو قرآنِ مجید کے نزول پر باطل پرستوں کا ہوا تھا یعنی یہ کہ

آں نیّرِ صداقت چوں رو بہ عالم آورد ❊ ہر بومِ شب پرستے در کُنجِ خود خزیدہ

چونکہ آپ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی زندگی کا درخشندہ ثبوت پیش کرنے کی غرض سے مبعوث ہوئے تھے اِس لئے آپ نے ایک دُنیا کو مخاطب کر کے اپنی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دُنیا میں ایک عظیم الشّان نبی انسانوں کی اصلاح کے لئے آیا یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اس نے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو بُلایا جس کو دُنیا بھول گئی تھی لیکن اِس زمانہ میں اِس کامل نبی کی ایسی توہین اور تحقیر کی جاتی ہے جس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں مل سکتی۔ پھر خدا نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے ایک بندہ کو جو یہی لکھنے والا ہے بھیجا تا اس نبی کی سچائی اور عظمت کی گواہی دے اور خدا کی توحید اور تقدیس کو دُنیا میں پھیلا دے۔"

(نسیمِ دعوت صہ ۶ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

اور پھر اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی زندگی کے درخشندہ ثبوت کے طور پر رُوئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کو مخاطب کر کے انہیں اِن الفاظ میں اسلام کی طرف دعوت دی:۔

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی رُوحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اِس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی رُوحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدّس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس کی رُوحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمے اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔"

(تریاق القلوب صہ ۴ زمانہ تالیف ۱۸۹۹ء)

آپ نے انہیں صرف اسلام کی طرف دعوت ہی نہیں دی اور اسلام کی حقانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے براہینِ ساطعہ کے ذریعہ انہیں لاجواب ہی نہیں کیا بلکہ اسلام کی دائمی زندگی کے درخشندہ ثبوت کے طور پر جملہ مذاہب کو نشان نمائی کا چیلنج دے کر ان کا مُنہ بند کر دیا۔ آپ نے فرمایا اگر اسلام کے علاوہ بھی کوئی مذہب زندہ مذہب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنی زندگی کا ثبوت دینے کے لئے نشان نمائی میں آپ کا مقابلہ کرے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دینِ اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہّر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔ ۔۔۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں، اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اُتر سکے تو میں جھوٹا ہوں، اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلّہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں، اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔

اب کہاں ہیں وہ پادری صاحبان جو کہتے تھے کہ نعوذ باللہ حضرت سیدنا و سید الوریٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی یا اور کوئی امر خارق عادت ظہور میں نہیں آیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گزرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک اُمت کے سچے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں ہیں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ۔۔۔ یاد رکھو تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے۔ اور یاد رکھیں کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے۔"

(اربعین صہ ۱)

عیسائی پادری مغرب کی عیسائی طاقتوں کے سیاسی غلبہ کی آڑ میں اور دولت کی فراوانی کے بل پر ساری دُنیا میں عیسائی مشنوں کا جال پھیلا سکتے تھے، مشرق کے ہر ملک کے ہر شہر میں عالی شان گرجے تعمیر کر سکتے تھے، بائیبل کے کروڑوں کروڑ نسخے چھاپ کر انہیں دُنیا بھر میں مُفت تقسیم کر سکتے تھے، اسلام کے خلاف لٹریچر چھاپ چھاپ کر دُنیا میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں پھیلا سکتے تھے اور انہوں نے یہ سب کچھ کیا بھی لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل آسمانی نشان دکھلا کر عیسائیت کو زندہ مذہب ثابت کرنا ان کے اختیار میں نہ تھا۔ وہ ایسے عاجز و لاچار ہوئے کہ اسلام کے اِس بطلِ جلیل کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔ ٹھہر بھی کیسے سکتے تھے جبکہ خدا سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا اور نہ ہو سکتا تھا۔ لیکھرام، عبداللہ آتھم اور الیگزنڈر ڈوئی کے انجام نے انہیں بوکھلا کر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی حیات کا ایسا درخشندہ ثبوت دیا کہ بجز اسلام کے جملہ مذاہب مُردے ثابت ہوئے بغیر نہ رہے۔ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی حیات کا یہ ثبوت خلافت کے آسمانی نظام کی برکت سے دن بدن نمایاں سے نمایاں ہوتا جا رہا ہے۔ باطل مذاہب اپنی موت آپ مر چکے ہیں اور اسلام مشرق ہی نہیں مغرب میں بھی مسلسل پھیل رہا ہے حتیٰ کہ خود مغرب کے دانشور یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ اسلام پوری دُنیا پر غالب آئے بغیر نہ رہے گا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کارنامہ اتنا عظیم اور اتنا درخشندہ و تابندہ ہے کہ آج کسی کو بھی اِس سے مجالِ انکار نہیں ہے۔

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلاء ہو ❊ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو
مٹ جاؤں میں تو اِس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی ❊ میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو

شیطان کی حکومت مٹ جائے اِس جہاں سے
حاکم تمام دُنیا پہ میرا مصطفےٰؐ ہو

(کلامِ محمود)

اسلام کو دُنیا بھر میں غالب کرنے کی مہم ایک نہایت نازک دَور میں داخل ہو چکی ہے

ہمارے لئے ضروری ہے کہ اپنی قربانیوں اور دعاؤں کو انتہا تک پہنچا دیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے اہم ارشادات

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ بھی لیلۃ القدر ہی کا زمانہ ہے جس زمانہ کے متعلق الٰہی تقدیر ہے کہ اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کیا جائے گا اور دنیا کی تمام اقوام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کی جائیں گی پس ہمارا یہ زمانہ بھی شیطانی ظلمتوں، اسلامی قربانیوں اور بہترین انعامات کے لحاظ سے لیلۃ القدر ہے اور اس زمانہ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ انتہائی قربانیاں لی جائیں گی اور عظیم انعامات کا وارث کیا جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جب اللہ تعالےٰ کی پیشگوئیاں اور وہ آیات بینات اور وہ نشانات ابھی ظاہر نہیں ہوئے تھے جو بعد میں ہوئے۔ اس وقت بھی آپ پر کچھ لوگ ایمان لائے۔ ان لوگوں کی زندگیوں کو جب ہم دیکھتے ہیں اور اس زمانہ کے حالات پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ان لوگوں نے انتہائی قربانیاں دیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے نشانات ابھی پوری طرح واضح نہیں تھے وہ غیب پر ایمان لائے۔ انکے بعد میں آنے والوں نے تو ہزاروں نشان دیکھے بعض نے ان سے فائدہ اٹھایا بعض نے نہیں اٹھایا۔ لیکن نشان ہر ایک نے ہی دیکھے۔ بہرحال ان نشانوں کے دیکھنے کے بعد جو لوگ ایمان لائے ۔ وہ انتہائی اندھیروں کے اوقات میں ایمان لانے والوں میں شمار نہیں ہو سکتے۔ اور اس وجہ سے ان کی قربانیوں کی وہ شان نہیں جو سابقون کی قربانیوں کی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ابتدائی زمانہ میں ایمان لائے تھے۔ اور ان قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے ایک نور دنیا کے لئے پیدا کیا۔ جماعت نے ترقی کی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل اس طرح نازل ہوئے کہ وہ جس کی آواز گاؤں کی گلیوں میں نہیں گونجی تھی اس کی آواز ساری دنیا کی فضاؤں میں گونج رہی ہے۔ اور یہ تو ایک مثال ہے جس زاویہ سے بھی آپ دیکھیں گے آپ کو یہی نظر آئے گا۔ یہ نتیجہ ہے ان قربانیوں کی قبولیت کا جو ابتدائی زمانہ میں ایمان لانے والوں نے ان اندھیری راتوں میں دیں ......

آج میں ایک بات آپ کو بتا دیتا ہوں اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کو تمام دنیا میں غالب کرنے کی جو آسمانی مہم شروع کی گئی تھی آج وہ ایک نہایت ہی اہم نازک دَور میں داخل ہو چکی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کم و بیش تیس سال تک اپنی قربانیوں کو انتہا تک پہنچا دے۔ نیز اپنی دعاؤں کو انتہا تک پہنچائے۔ تا اللہ تعالےٰ ان قربانیوں اور ان دعاؤں کو قبول کرے۔ اور وہ مقاصد حاصل ہوں جن مقاصد کے حصول کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس جماعت کو کھڑا کیا ہے۔"

(الفضل ۹ جنوری ۱۹۶۸ء)

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

(ہدیہ عقیدت از حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

(۱)

میرے آقا مرے نبیٔ کریم
بانیٔ پاک باز دینِ قویم

شان تیری گمان سے بڑھکر
حُسن و احسان میں نظیرِ عدیم

تیری تعریف اور مَیں ناچیز
گُنگ ہوتی ہے یاں زبانِ کلیم

تیرا رتبہ ہے فہم سے بالا
سرنگوں ہو رہی ہے عقلِ سلیم

مدح تیری ہے زندگی تیری
تیری تعریف ہے تری تعلیم

ساری دنیا کے حق میں رحمت ہے
سب پہ جاری ہے تیرا فیضِ عمیم

بند کر کے نہ آنکھ منہ کھولے
کاش سوچے ذرا عدوِ لئیم

حق نے بندوں پہ رحم فرمایا
اک نمونہ بنا کے دکھلایا

اسوۂ پاک خُلقِ ربّانی
منتہائے کمالِ انسانی

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا
صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

(۲)

کیا کہیں ہم کہ کیا دیا تُو نے
ہر بلا سے چھڑا دیا تُو نے

آدمی میں نہ آدمیّت تھی
اس کو انساں بنا دیا تُو نے

لے کے آبِ حیات تُو آیا
مر رہے تھے جِلا دیا تُو نے

سخت گردابِ گمرہی میں تھے
پار ہم کو لگا دیا تُو نے

ہو کے اندھے پڑے بھٹکتے تھے
ہم کو بینا بنا دیا تُو نے

تا یہ مقصود جو کہ پہنچائے
وہی رستہ بتا دیا تُو نے

رُوح جس کے لئے تڑپتی تھی
اُس کا جلوہ دکھا دیا تُو نے

تیرا پایا تو بس یہی پایا
تیرے پانے سے ہی خدا پایا

مصحفِ دیدِ عکسِ یزدانی
منتہائے کمالِ انسانی

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا
صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

(۳)

بخدا بے عدیل ہے احمدؐ
شانِ "ربِّ جلیل" ہے احمدؐ

کیوں نہ پھر ہو جمال میں کامل
جب کہ "نُورِ جمیل" ہے احمدؐ

باعثِ نازِ حضرتِ آدمؑ
عزّ و فخرِ خلیلؑ ہے احمدؐ

اِس سے بڑھ کر ہزار شان میں ہے
جس نبی کا مثیل ہے احمدؐ

خُلق میں آپ ہے مثال اپنی
آپ اپنی دلیل ہے احمدؐ

وجہِ تسکینِ قلبِ مضطر ہے
راحِ رُوحِ علیل ہے احمدؐ

"زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے"
چشمۂ سلسبیل ہے احمدؐ

بحرِ رحمت نے جوش فرمایا
بن کے ابرِ کرم جو تُو آیا

منبعِ جود و فضلِ رحمانی
منتہائے کمالِ انسانی

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا
صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

(۴)

اَلسَّلام اے نبیِ والا شان
والصّلوٰۃ اے مُونسِ ایمان

حضرتِ ذوالجلال کے محبوب
جس کی خاطر ہوئی بنائے جہان

تُو مدینہ ہے علمِ اکمل کا
تیرا سینہ ہے مہبطِ قرآن

سارے جھگڑے چکا دیئے تُو نے
اے شہِ عدل صاحبِ فرقان

پاک اسمائے انبیاء کر دی
ہمہ بودند زیرِ صد بہتان

مُنہدم ہو چکی تھی جب توحید
غالب آیا تھا لشکرِ شیطان

جب زمانہ میں دورِ ظلمت تھا
حق و باطل میں کچھ نہ تھی پہچان

اے سراجِ مُنیر تُو آیا
ساری دنیا میں نُور پھیلایا

مہرِ عالم طبیبِ روحانی
منتہائے کمالِ انسانی

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا
صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

احمدیت کی صداقت کا عظیم الشان نشان ۔ جلسہ سالانہ

محترم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل سابق رئیس التبلیغ بلاد عربیہ و مغربی افریقہ

جماعت احمدیہ کی بنیاد

جماعت احمدیہ کی بنیاد اس وقت رکھی گئی۔ جب سارے برصغیر پر انگریزوں کے قبضہ پر پورے پچاس سال گذر گئے تھے اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں عیسائیوں کے مشن قائم ہو چکے تھے اور "جشن خداوند مسیح" جسے انگریزی میں کرسمس" کہتے ہیں، دیگر یورپین عیسائی ممالک کی طرح ماہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا تھا اور عیسائی پادری اپنی کانفرنسوں میں علی الاعلان یہ کہہ رہے تھے کہ عنقریب سارا ہندوستان عیسائی ہو جائے گا اور مسلمانوں کا نام و نشان مٹ جائے گا۔

یہ ۱۸۸۹ء کا سال تھا اور جماعت احمدیہ کی باقاعدہ بنیاد (بیعت) اسی شہر (لدھیانہ) میں مارچ ۱۸۸۹ء میں رکھی گئی۔ جہاں پنجاب میں سب سے پہلا عیسائی مشن قائم کیا گیا تھا اور جہاں ڈیم میور (بعدہ گورنر یو پی اور سر ولیم میور) جیسے ذی علم اور متعصب ترین عیسائی، عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کام کر رہے تھے۔

حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ وہ اپنی قوم (یہودیوں) کی سفاکانہ کارروائیوں کی وجہ سے صلیب پر جان دینے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے اور آسمان پر چڑھ گئے اور آخری زمانہ میں پھر آسمان سے جلال کے ساتھ تشریف لائیں گے اور ساری دنیا سے اپنی خدائی اور خدا کا پیارا بیٹا ہونا منوا لیں گے اور اپنی بادشاہت میں داخل کر لیں گے۔ اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم دیگر انبیاء کی طرح طبعی عمر پا کر وفات پا گئے اور ان کی جگہ آنے والا مسیح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ہی ایک اعلیٰ فرد اور آپ کا کامل خلیفہ ہے جو سب دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور صداقت (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کی منادی کرنے کے لئے اور قرآن شریف کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہے اور وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔

یہ بنیادی مسئلہ اسلامی اعتقاد کے عین مطابق ہے۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا سمجھنا کسی عقلمند کے لئے مشکل ہو۔ لیکن زمانہ جاہلیت (قبل از ظہور اسلام) سے اس کا عیسائیوں میں مشہور ہونا اور پھر ظہور اسلام کے بعد ان عیسائی ممالک کے جو جزیرہ عرب کے ارد گرد پائے جاتے تھے یعنی مصر و شمالی افریقہ، اردن فلسطین، شام، ترکی اور سپین وغیرہ کے اسلام میں فوج در فوج داخل ہونے کی وجہ سے بعض لوگ اس آبائی عیسائی غلط عقیدہ کو بھی اسلام میں ساتھ لے آئے اور آہستہ آہستہ یہی عقیدہ کچھ مسلمانوں میں بھی راہ پا گیا۔ چنانچہ جناب صدیق حسن خان صاحب اپنی تفسیر القرآن (فتح البیان) جلد دوم ص۴۹ میں تحریر فرماتے ہیں :-

فَفِیْ زَادِ الْمَعَادِ لِلْحَافِظِ
ابْنِ الْقَیِّمِ رَحِمَہُ
اللّٰہُ تَعَالٰی مَا یُذْکَرُ
اَنَّ عِیْسٰی رُفِعَ وَھُوَ
ابْنُ ثَلَاثٍ وَّثَلٰثِیْنَ
سَنَۃً لَا یُعْرَفُ
لَہٗ اَثَرٌ یَجِبُ الْمَصِیْرُ
اِلَیْہِ قَالَ الشَّامِیُّ
وَھُوَ کَمَا قَالَ فَاِنَّ
ذٰلِکَ اِنَّمَا یُرْوٰی
عَنِ النَّصَارٰی۔

کہ کتاب زاد المعاد (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مشتمل نہایت مستند کتاب ہے) میں حافظ احادیث ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۳۳ سال کی عمر میں اٹھائے گئے اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ملتی جس پر اعتماد کیا جا سکے اور علامہ شامی (شارح زاد المعاد) نے کہا ہے کہ امام احادیث ابن قیم کا یہ قول صحیح و درست ہے کہ یہ بات عیسائیوں ہی سے آئی ہے"۔

ایسے لوگ جو آبائی تقلید سے اس عقیدہ میں مبتلا ہو چکے تھے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھے جانے پر بانی احمدیت علیہ السلام کے مخالف ہو گئے انہوں نے کمال دلیری سے فتوے دے دیئے کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ کی وفات کا عقیدہ رکھنا کفر ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شدید مخالفت کی

اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور پیشگوئی

لاریب اگر جماعت احمدیہ کا قیام اللہ تعالیٰ کی مشیت سے نہ ہوتا اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مبعوث نہ ہوتے ہوتے تو جماعت احمدیہ کی اول دن سے جس طریق سے مخالفت ہوئی۔ وہ بظاہر ایسا کارگر حربہ تھا کہ پہاڑ بھی اپنی اپنی جگہ سے ٹل سکتے تھے لیکن خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ یعنی اس نے یہ فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے پیغامبر ہی غالب رہیں گے اور یہ فرمایا

اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ
شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ
کُنْ فَیَکُوْنُ۔

کہ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو صرف "کُن" ہی فرما دیتا ہے اور وہ کام ہو جاتا ہے! اور اپنی اسی سنت کے مطابق اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس مخالفت سے سات آٹھ سال قبل فرما دیا تھا :-

"وَلَا تَیْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ
اَلَا اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ
اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ
یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ
یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ
عَمِیْقٍ۔ یَنْصُرُکَ اللّٰہُ
من عندہ ینصرک
رجال نوحی الیھم من
السماء لا مبدل لکلمات
اللّٰہ، انا فتحنا لک فتحاً
مبیناً ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ واتل
ما اوحی الیک من ربک
وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا
تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ۔

اور تم خدا کی رحمت سے نومید مت ہو۔ خبردار ہو کہ خدا کی رحمت قریب ہے خبردار رہو خدا کی مدد تجھ سے قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک دور کی راہ سے

یہ بات بھی قابل غور اور اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان اور اس وقت تک

بے نظیر نشان

ہے کہ ان ہزارہا مردانِ خدا، جو محض للہ موسم سرما میں سفر کی تکالیف اٹھا کر اور کرایہ آمد و رفت خرچ کر کے

صحبت خلیفۃ اللہ

حاصل کرنے کے لئے دنیا کے دور دراز گوشوں سے مرکز احمدیت میں جمع ہوتے ہیں، ان کی کم از کم پانچ دن سے ہفتہ عشرہ تک

مہمان نوازی

کے کتنے اخراجات ہوتے ہیں؟ اور انکی رہائش کے لئے کسقدر مکانوں اور مخلص خدمت گذاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ گذشتہ ۸۳ سال سے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق یہ تمام اخراجات ضیافت و رہائش و مکانات و بلا معاوضہ خدمت گذار مہیا فرما رہا ہے

تجھے پہنچیگی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائینگے اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے۔ جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ ہم ایک کھلی کھلی فتح تجھ کو عطا کریں گے . . . . سوان کو وہ وحی سنا دے۔ جو تیری طرف تیرے رب سے ہوئی اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تو ان سے بدخلقی نہ کرے! اور تجھے لازم ہے کہ ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے"۔

(براہین احمدیہ، حصہ سوم، صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲)

پہلا جلسہ

الغرض ایک طرف مخالفین کا عزم تھا کہ لوگ ہرگز ہرگز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس نہ آئیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور بشارت تھی کہ میری مدد تیرے پاس دور دراز جگہوں سے آئیگی اور تیرے پاس لوگ اس کثرت سے آئیں گے کہ جن راستوں سے وہ مدد اور وہ لوگ آئیں گے کثرت آمد و رفت سے وہ راستے گہرے ہو جائیں گے اور وہ لوگ آپ کی مدد کریں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کام کے لئے مامور ہوں گے۔

ان حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور بشارت کی تصدیق کے لئے یہ انتظام فرمایا۔ کہ اس وقت جب کہ فتنۂ تکفیر کی وجہ سے سارے ملک میں شور برپا تھا یعنی ۱۸۹۱ء کے اواخر میں بذریعہ خطوط اپنے خاص دوستوں کو دعوت دی کہ وہ آپ کے پاس قادیان میں آپ کے مواعظ و نصائح سے مستفید ہونے اور باہمی مشورہ کے لئے ماہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں آئیں۔

اس پر بوجہ ابھی جماعت کی ابتداء ہونے اور آپ کے جاں نثاروں کی تعداد نہایت کم ہونے کے

صرف ۷۵ مخلصین [1]

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ تھا جو

قادیان میں منعقد ہوا۔

اس کے بعد آپ نے ۳۰ر دسمبر ۱۸۹۱ء

جلسہ سالانہ کی بنیاد

اور

اس کے اغراض و مقاصد

کو ایک عام اشتہار کے ذریعہ اپنی جماعت کے مخلصین کو مخاطب فرمایا اور لکھا کہ:۔

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کر بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ . . . . . لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں۔ جس میں تمام مخلصین، اگر خدا تعالیٰ چاہے، بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ

۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک

قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے، آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجائے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو

محض للہ ربانی باتیں سننے کیلئے اور دعا

میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہٗ کوشش کی جائیگی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے"

(آسمانی فیصلہ صفحہ ب)

پیشگوئی کا زبردست ظہور

آپ کی اس دعوت پر

۳۲۷ مخلصین [2]

ملک کے دور و نزدیک علاقوں سے دسمبر ۱۸۹۲ء میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور تین روز تک آپ کی روحانی اور جسمانی ضیافت سے متمتع ہوئے اور اس کے بعد یہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے آج تک جاری ہے!

۳۲۷ مخلصین سے ۷۰۰ ہوئے پھر سات سو سے چودہ سو تک حاضرین کا نمبر پہنچا، پھر تین ہزار تک اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد پہنچی اور یہ جلسہ مسجد اقصیٰ قادیان کی بجائے مسجد نور قادیان میں منعقد ہونے لگا۔ پھر یہ بھی ناکافی ہوگئی اور تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے کھلے میدان میں منعقد ہونے لگا، یہاں تک کہ جلسہ جوبلی خلافت ثانیہ (۱۹۳۹ء) میں یہ تعداد

چالیس ہزار

ہوگئی اور ہر شخص جو اس میں شامل ہوا وہ دراصل خدا تعالیٰ کے مذکورہ بالا وعدوں اور بشارتوں کی تصدیق کر رہا تھا۔ اور اس قدر احباب قادیان میں آئے کہ بٹالہ سے قادیان آنے والی کچی سڑک بار بار گہری ہوتی ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھی۔

دور ابتلاء کے بعد دور اصطفاء

پھر ۱۹۴۷ء میں سرزمین ہند میں ایک قیامت کے نمونہ کا انقلاب آیا مشرقی پنجاب، جس میں قادیان واقعہ تھا، پر بھی ایک ہولناک قیامت آئی اور سنت اللہ سے بے خبر لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ اب احمدیت ختم ہوگئی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی ان جھوٹی امیدوں پر ایک دفعہ پھر پانی پھیر دیا اور جماعت احمدیہ کو اپنا ایک نیا مرکز (ربوہ) پاکستان میں آباد کرنے کی توفیق عطا فرما دی اور جلسہ سالانہ ربوہ میں منعقد ہونے لگا اور خدا تعالیٰ کے بندے پھر ربوہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ کی آواز پر جمع ہونے لگے اور ہر سال گذشتہ سال سے زیادہ جلسہ سالانہ کی حاضری میں اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ خلافت ثانیہ کے آخری سال میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے بندگان خدا کی تعداد

پچاس ساٹھ ہزار تک

پہنچ گئی اور خلافت ثالثہ کے دور میں گذشتہ سال یہ تعداد

تقریباً ایک لاکھ تک

پہنچ گئی۔ جس میں نہ صرف پاکستان کے ہی ہر حصہ سے جماعت احمدیہ کے نمائندگان شامل تھے بلکہ بیرونی دنیا کے چودہ ۱۴ ممالک انگلستان، یورپ، امریکہ، افریقہ، عرب اور انڈونیشیا وغیرہ کے نمائندگان جماعت احمدیہ نے بھی اس جلسہ میں شامل ہو کر

خلیفۃ اللہ کی برکات

سے حصہ لیا اور خدا تعالیٰ کے اس کلام کی تصدیق کی، جو اس نے اپنے مسیح موعود پر آج سے ۹۳ سال قبل نازل فرمایا تھا کہ:۔

"تم خدا کی رحمت سے نومید مت ہو! خبردار ہو کہ خدا کی مدد تجھ سے قریب ہے وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی اور

[illegible]

[1] ان کے اسماء گرامی رسالہ آسمانی فیصلہ میں درج ہیں

[2] ان مخلصین کے اسماء گرامی آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں درج ہیں

جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ غلبۂ اسلام کا عظیم جہاد

محترم مولانا نور محمد صاحب نسیم سیفی سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ

احمدیہ جماعت جس جہاد میں مصروفِ عمل ہے وہ کیفیت کے لحاظ سے بھی عظیم ہے اور کمیت کے لحاظ سے بھی عظیم ہے۔ غلبۂ اسلام کے لئے کوشش کرنے کے جہاد سے بڑھ کر اور کونسا جہاد ہو سکتا ہے۔ احیاءِ دین اور قیامِ شریعت۔ جو کچھ بھی اس سلسلہ میں کیا جائے گا وہ یقیناً ایک عظیم کام ہی کے متعلق ہوگا اور پھر جس رنگ میں احمدیہ جماعت دنیا کے کونے کونے میں اپنے صدہا مبلغین۔ صدہا مساجد کی تعمیر اور ہزارہا کتب کی طباعت و اشاعت کے ذریعہ۔ جو مساعی احیاءِ دین اور قیامِ شریعت کے سلسلہ میں بروئے کار لا رہی ہے اور جس منظم طریق پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے اس کی مثال قرونِ اولیٰ کے بعد ملنی محال بلکہ ناممکن ہے ان ساری مساعی کو کمیت کے لحاظ سے صحیح طور پر عظیم ہی کے لفظ سے یاد کیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے میں نے شروع میں عرض کیا ہے کہ کیفیت اور کمیت دونوں لحاظ سے یہ جہاد عظیم ہے اگرچہ مضمون کے عنوان میں "جماعت احمدیہ" کا ذکر ہے لیکن جماعت احمدیہ کے اس جہاد کے منبع کا ذکر کئے بغیر بات بن نہیں سکتی۔ یہ ذکر نامکمل رہے گا اگر یہ نہ بتایا جائے کہ یہ جہاد شروع کس طرح ہوا اور کس نے شروع کیا۔ کس لگن اور کس یقین کے ساتھ شروع کیا اور شروع کرتے وقت اور جہاد کے دوران کس کی طرف سے کیا کیا وعدے ہوئے اور وہ وعدے کس طرح پورے ہو رہے ہیں۔ ان ساری باتوں کا بیان اجمال سے اور اشارۃً ہی ہی سہی لیکن ہے ضروری۔ کیونکہ احمدیہ جماعت جس رنگ میں اس وقت اس جہادِ عظیم میں مصروفِ عمل ہے وہ اسی آغاز کا ایک تسلسل ہے اور انہیں یقین دہانیوں اور کامیابیوں اور وعدوں کا ایک قدرتی نتیجہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح پیشگوئیوں کے مطابق اس آخری زمانہ میں مسیح موعود نے احیاءِ دین و قیامِ شریعت اور تکمیلِ اشاعت کا کام کرنا تھا یعنی اس کام کا بیج بونا تھا۔ جس بیج نے آہستہ آہستہ ایک تناور درخت بن جانا تھا چنانچہ مسیح موعود کی بعثت ہوئی اور اس کام کا آغاز ہو گیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف لطیف "تریاق القلوب" میں فرماتے ہیں:-

"تخمیناً بیس برس کا عرصہ گذرا ہے مجھ کو اس قرآنی آیت کا الہام ہوا تھا اور وہ یہ ہے:-

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔

اور مجھ کو اس الہام کے یہ معنے سمجھائے گئے تھے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے اور اس جگہ یاد رہے کہ یہ قرآن کی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی"

(ص ۲۲ حاشیہ طبع اول)

حضور علیہ السلام کے یہ الفاظ اس بات کی طرف بھی ہماری توجہ مبذول کرواتے ہیں کہ مسیح موعود کے ہاتھوں غلبۂ اسلام کی مہم کا سرانجام پانا کوئی ایسا خیال نہیں جو حضور ہی نے پیش فرمایا ہو بلکہ علماء اسلام کا اس امر پر اتفاق رہا ہے کہ غلبۂ اسلام کی پیشگوئی مسیح موعود کے ذریعہ پوری ہوگی۔ حضور علیہ السلام نے اس جہاد کا آغاز اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس یقین ...ی کے نتیجہ میں اسے جاری رکھا کہ اللہ تعالیٰ خود اس کام کی سرانجام دہی کو اپنے ہاتھ میں لیگا اور اپنے نشانوں کے ساتھ ایسے سامان پیدا کر دے گا جو لوگوں کو اسلام کی طرف لے آئیں چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا اپنے بزرگ نشانوں کے ساتھ اور اپنے نہایت پاک معارف کے ساتھ اور نہایت قوی دلائل کے ساتھ دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دیگا اور وہی منکر رہ جائیں گے جن کے دل مسخ شدہ ہیں خدا ایک ہوا چلائے گا جس طرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی اور جس طرح بجلی مشرق اور مغرب میں اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے ایسا ہی اس روحانیت کے ظہور کے وقت ہوگا تب وہ جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں گے اور جو نہیں سمجھتے وہ سمجھیں گے اور امن اور سلامتی کے ساتھ روشنی پھیل جائیگی"

(کتاب البریہ ص ۲۷)

حقیقت یہ ہے کہ جب تک انسان کو اپنی مساعی کے متعلق یہ یقین نہ ہو کہ ان کے بہتر نتائج نکل سکتے ہیں وہ کبھی پوری تندہی کے ساتھ کسی کام کو سرانجام دینے میں کوشاں نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کامیابی کی یقین دہانی خود خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو جائے تو پھر تو ساری دنیا بھی مخالف ہو جائے۔ تو انسان اپنی مساعی کو جاری رکھتا ہے اور یہ خوب سمجھتا ہے کہ تمام مخالفین کی دھمکیاں کوئی اثر دکھائیں گی اور راستی کو منزل سے قریب سے قریب تر کرنے میں ممد ثابت ہوں گی۔ یہ بات کہ یہ یقین دہانی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھی اس کا اظہار حضور علیہ السلام نے اپنے ان نوٹس میں فرمایا ہے جو براہین احمدیہ کی تصنیف کے سلسلہ میں لئے گئے تھے براہین احمدیہ بذاتِ خود غلبۂ اسلام کے جہادِ عظیم کی پہلی کڑی کہلانے کی مستحق ہے اس کے ذریعہ دنیا اسبات سے متعارف ہوئی کہ اب اسلام کا ایک ایسا پہلوان میدان میں آگیا ہے۔ جس کا مقابلہ کوئی آسان کام نہ ہوگا۔ اسلام کے اس پہلوان نے ساری دنیا کو بالعموم اور دیگر مذاہب کے پیروؤں کو اس امر کی دعوت دی کہ وہ اسلام سے مقابلہ کریں اپنے مذہب کا اور پھر دیکھیں کہ بہترین مذہب کون ہے اور تائید خدا کسے حاصل ہے حضور علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے اطلاع دے رکھی تھی کہ اب اسلام ہی غالب آئیگا چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"مجھے خبر دی گئی ہے کہ اسی کشتی میں آخرکار اسلام کو غلبہ ہے میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بدھ مذہب تمام دنیا پر حاوی ہو جائے مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے کہ آخرکار اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کر لے گا"

جہاں تک دلوں کو فتح کرنے کا تعلق ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یورپ میں اس امر کو واضح فرمایا تھا کہ ہم نے لوگوں کو جو مسلمان بنانا ہے تو وہ دراصل ان کے دل جیت

"احمدیہ جماعت کی تبلیغی کوششیں صرف انگلستان تک محدود نہیں بلکہ انہوں نے کئی دوسرے ممالک میں بھی اپنے تبلیغی مراکز کھولے ہیں دنیا کے مسلمانوں میں سب سے پہلے احمدیوں اور قادیانیوں نے اس حقیقت کو پایا کہ اگرچہ اب اسلام کے سیاسی زوال کا زمانہ ہے لیکن عیسائی حکومتوں میں تبلیغ کی اجازت کی وجہ سے مسلمانوں کو ایک ایسا موقعہ بھی حاصل ہے جو مذہب کی تاریخ میں نیا ہے اور جس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے..."

(مرہ کوتو مصنفہ شیخ محمد اکرم صاحب ایم اے)

کر ہی ایسا کرنا ہے اور میدانِ دلائل کو جیت کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دینا ہے یہی ہے غلبۂ اسلام کہ ساری دنیا کے دل جیتے جائیں اور پھر انہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا جائے اور یہی وہ کام ہے جو احمدیہ جماعت دنیا کے کونہ کونہ میں کر رہی ہے یہ کام کرنے والوں کو فتح کی نوید دینے اور انہیں اس منزل تک ان قربانیوں کو سمجھنے کے سلسلہ میں حضور علیہ السلام "فتح اسلام" میں فرماتے ہیں:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے! ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے اس اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے۔"
(فتح اسلام صفحہ ۱۱-۹)

اسی طرح آئینہ کمالات اسلام میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری قوت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔"

اول تو گزشتہ صدی میں جب تمام سامان اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تھے یہ کہنا اور پڑھنا ہی تھا اور کسی کے لئے یہ کہنا کہ اسلام عنقریب تمام مذاہب پر غالب آجائے گا۔ محال بلکہ ناممکن تھا اور پھر اس کے ساتھ یہ بھی تحدی کرنی کہ دشمن جو ہتھیار چاہے لے کر آئے اسے پسپا ہونا ہوگا اور ذلت اٹھانا ہوگی

لیکن جو شخص مبعوث ہی اس کام کے لئے ہوا تھا اس نے یہ بات بھی اور بلند آواز سے کہی اور پھر اسے پورا کر دکھایا اگرچہ حضور کو اس یقین سے بھرا ہوا تھا کہ اسلام کی فتح ہوگی لیکن اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضور اس کام کی کامیابی سے سرانجام دہی کے لئے گڑگڑا کر دعائیں بھی کرتے تھے۔ روایات میں حضور کی گریہ زاری کے متعلق جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے بآسانی اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضور کے دل میں اسلام کے غلبہ کی کتنی تڑپ تھی اور حضور کس طرح یقین سے پُر ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر گرے رہتے تھے کہ یہ کام جلد ہو اور بہتر طریق پر ہو۔ حضور کی تصنیف حقیقۃ الوحی (تتمہ) میں حضور کی ایک دعا ان الفاظ میں درج ہے (اس میں ہمیں ہمارے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے کہ کامیابی کا یقین بھی ہو تو بھی اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھکے ہی رہنا چاہیئے اور اس سے دعا کرتے رہنا چاہیئے۔)

"اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین۔ اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے اے قادر خدا ایسا ہی کر آمین ثم آمین (صفحہ ۱۶۳)

جس وقت حضور علیہ السلام نے یہ باتیں پیش فرمائی تھیں اس وقت مسلمانوں کے عوام و خواص تمام کے تمام اسباب سے خائف تھے کہ دنیوی علوم اور ترقی کی راہیں تو اغیار کے پاس ہیں۔ اسلام کیونکر آگے بڑھے گا۔ بلکہ آگے بڑھنے کا تو خیال ہی کسی کو نہ ہوتا تھا زیادہ سے زیادہ یہ محسوس کیا جاتا تھا کہ اگر اسلام زندہ رہا تو دیگر مذاہب والوں کا دست نگر بن کے رہے گا۔ حضور نے اس کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اسلام کی سلطنتوں کی کمزوریوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کا نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو الہٰی طاقت ایسا ضعیف کر دے کہ کالعدم کر دیوے"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۵ حاشیہ)

جب اسلام پر سکوت اور مسلمانوں پر مُردنی چھا رہی تھی دیگر تمام مذاہب کے پیرو کار اس کوشش میں مصروف تھے کہ ان کا مذہب دیگر تمام مذاہب سے آگے نکل جائے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:

"آج کل تمام مذاہب کے لوگ جوش میں ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اب ساری دنیا میں مذہب عیسوی پھیل جائے گا۔ برہمو کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں برہموؤں کا مذہب پھیل جائے گا اور آریہ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سب پر غالب آجائے گا۔ مگر یہ سب جھوٹے کہتے ہیں خدا تعالیٰ ان میں سے کسی کے ساتھ نہیں اب دنیا میں اسلام کا مذہب پھیلے گا اور باقی سب مذاہب اس کے آگے ذلیل اور حقیر ہو جائیں گے"
(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

کس قدر پختہ یقین ہے اسلام غالب آجائے گا اور کس قدر وضاحت کے ساتھ دنیا کو بتاتے ہیں کہ ان کے مذاہب کا ساتھ خدا نے چھوڑ دیا ہے اس لئے وہ ہرگز کامیاب نہ ہو سکیں گے اس کے مقابل اسلام کہ جس کا خدا زندہ ہے اور ہمیشہ اپنے بندوں کو زندہ تجلیات سے نوازتا ہے غالب آئے گا اور ساری دنیا اس ایک مذہب کے جھنڈے تلے جمع ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غلبۂ اسلام کے لئے کتابوں پر کتابیں لکھیں اشتہاروں پر اشتہار چھاپے۔ تقریروں پر تقریریں کیں اور حسب ضرورت مباحثات میں بھی حصہ لیا۔ ان تمام امور کے ذریعہ جس جہاد عظیم کا آغاز فرمایا تھا۔ اسے آپ کے خلفاء نے اور خلفاء کی قیادت میں آپ کی جماعت نے جاری رکھا اور اب بھی جاری رکھے ہوئے ہے اور اس جہاد عظیم کی رفتار اور کامیابی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز افزوں ترقی ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے وقت میں برصغیر ہند و پاک (جو اس وقت صرف ہندوستان کہلاتا تھا) سے باہر اسلامی مشنوں کا آغاز ہو گیا تھا۔ صلیب جس کے ٹوٹنے پر اسلام کی ترقی کا دارومدار ہے اس کے گڑھ میں مشن کھل گیا۔ اسلام کی تبلیغ شروع ہو گئی یا یوں کہیے کہ غلبۂ اسلام کے لئے جہاد کا بیرونی ممالک میں بھی کام زیادہ تیزی سے شروع ہونے کی پہلی اینٹ رکھدی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تو (اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے یہ زمانہ تھا بھی نصف صدی سے زیادہ کا) ملک ملک اور قریہ قریہ میں پیغام پہنچنے لگا۔ قرآن مجید تراجم۔ مساجد کی تعمیر مبلغین کی تعیناتی۔ یہ تمام باتیں غلبۂ اسلام کے لئے ضروری ہیں اور ان تمام باتوں کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خصوصی توجہ رہی۔ دنیا کے متعدد ممالک میں مشن کھول دئے گئے۔ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے مستند ترجمے کروا کر شائع کئے گئے۔ مساجد کے سلسلہ میں حضور نے فرمایا کہ نہ صرف ہر اہم جگہ پر بلکہ جگہ جگہ ہمیں مساجد تعمیر کرنی ہیں۔ اور اس پروگرام کے ماتحت مساجد تعمیر ہونی شروع ہو گئیں تثلیث کے گھر میں توحید کے مرکز بلند ہونے شروع ہو گئے۔ دیگر ممالک کے علاوہ انگلستان، ہالینڈ اور جرمنی میں بھی مساجد تعمیر ہوئیں۔ جب ۱۹۲۴ء میں ایک درجن سے زائد مبلغ انگلستان پہنچے تو وہاں کے اخباروں نے خاص طور پر اس خیال کا اظہار کیا اور اب تک تو یورپ کے لوگ مشرق وسطیٰ کی طرف مذہب لے کے جاتے تھے اب مشرق نے یورپ پر حملہ کر دیا۔ ہر مسجد کی تعمیر۔ ہر مبلغ کی تعیناتی اور ہر کتاب کی اشاعت جو احمدیہ جماعت کے ذریعہ ہوتی تھی غیر مذاہب کے لئے اسلام کے غلبہ کی ایک دلیل ہے اور دلیل بھی ایسی جسے بلا مبالغہ

"اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اسلام کی تبلیغ آج سب سے زیادہ منظم اور وسیع پیمانے پر احمدی جماعت ہی کر رہی ہے۔ جس ڈھنگ سے تبلیغ کر رہے ہیں اس کو پسند کیا جائے یا نہ کیا جائے مگر یہ واقعہ ہے کہ آج صرف یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنے آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے ہمہ تن وقف کر رکھا ہے۔ اس کا اعتراف نہ کرنا سخت ناانصافی ہے"
(اخبار حقیقت لکھنؤ ۲ جون ۱۹۶۲ء)

مستحکم کیا جا سکے۔ غیروں نے اس سلسلہ میں جو اعتراضات کئے ہیں وہ ہمارے لٹریچر میں شائع شدہ ہیں جگہ کی قلت کے باعث انہیں یہاں دہرایا نہیں جا سکتا ورنہ ہیں تو وہ اس مضمون کا ایک ضروری حصہ علماء اور مبلغین کی تیاری کے لئے مدرسہ احمدیہ کا اجراء تو بہت پہلے ہو چکا تھا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں اسے خوب خوب فروغ ملا۔ اب یہ ادارہ جامعہ احمدیہ کہلاتا ہے اور ساری دنیا کے مبلغ تیار کرتا ہے۔

یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ حضور نے جو کام شروع فرمائے تھے وہ آگے ہی آگے کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں انہیں ہر لحظہ ترقی مل رہی ہے اور غلبۂ اسلام کا جہاد عظیم کامیابیوں سے ہمکنار ہو رہا ہے۔ دعا کی اہمیت کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے مطالبات میں ایک مطالبہ یہ بھی پیش فرمایا تھا کہ جو لوگ کچھ نہیں کر سکتے وہ اسلام کی ترقی کے لئے دعائیں کریں اور اس جہاد میں حصہ لینے والوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں قدم قدم پر کامیابی عطا فرمائے تاکہ جلد از جلد دنیا کے ہر گوشے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی حکومت قائم ہو سکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام جانتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جو انقلاب آیا تھا وہ بھی دعاؤں ہی کا نتیجہ تھا اور اب بھی دعاؤں سے کام بنے گا۔ اس سلسلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیہ وآلہٖ بعدد ھمّہٖ وغمّہٖ وحزنہٖ لھٰذہ الامّۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد" (برکات الدعا صفحہ)

ایسی ہی دعاؤں کے ساتھ حضور نے تکمیل اشاعت دین کا بیڑا اٹھایا تھا۔ حضور فرماتے ہیں۔

"اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعت دین اسلام کے لئے ایسا احسن انتظام کیا جائے کہ ممالک ہند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر ہوں اور بندگانِ خدا کو دعوتِ حق کریں تا حجتِ اسلام روئے زمین پر پوری ہو۔

(نشانِ آسمانی ضروری اشتہار صفحہ)

یہاں حضور نے روئے زمین پر حجت اسلام پوری کرنے کا ذکر فرمایا ہے اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اس زمانہ میں سب سے پہلے جس شخص کو ساری دنیا میں اسلام پھیلانے کا خیال آیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور دوسری بات یہ کہ حضور نے فوری طور پر اس خیال کو عملی جامہ بھی پہنا دیا چنانچہ یورپ اور امریکہ کو حضور نے انگریزی میں ترجمہ شدہ اشتہارات بھجوائے اور ان لوگوں کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کیا حضور "فتح اسلام" میں فرماتے ہیں:۔

"ایسا ہی وہ بیس ہزار اشتہار جو انگریزی اور اردو میں چھاپے گئے اور بارہ ہزار سے کچھ زیادہ مخالفین کے سرگروہوں کے نام رجسٹری کرا کر بھیجے گئے اور ملک ہند میں ایک بھی ایسا پادری نہ چھوڑا جس کے نام وہ رجسٹری شدہ اشتہار نہ بھیجے گئے ہوں بلکہ یورپ اور امریکہ کے ممالک میں بھی یہ اشتہارات بذریعہ رجسٹری بھیج کر حجت کو تمام کر دیا گیا۔" (صفحہ ۴۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حضور کے خلفاء کرام جماعت کو اس جہاد عظیم کے لئے ہر لمحہ تیار کرتے رہے اور کر رہے ہیں اور جہاد کے لئے جن قربانیوں کی ضرورت ہے (اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے لئے بہت ہی زیادہ قربانیوں کی ضرورت ہے) ان کی طرف احباب جماعت کو متوجہ کیا جاتا ہے اور جماعت بشاشت کے ساتھ یہ قربانیاں دیتی چلی جا رہی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے وقف زندگی کے لئے جو معاہدہ تیار فرمایا اور جس معاہدہ پر ہر واقف زندگی کو دستخط کرنے ہوتے ہیں اس میں اسلام کے لئے قربانی ہی قربانی کا مطالبہ ہے انہیں قربانیوں کے لئے جماعت کو تیار کرنے کی خاطر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۲ء میں فرمایا:۔

"آج اسلام کے لئے قربانیوں کا زمانہ ہے اور ایسا زمانہ ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ اسلام کی خاطر قربانی کرنے کی غرض سے جائز خواہشات کو بھی جہاں تک چھوڑ سکیں چھوڑ دیں۔ جب تک ایسا نہ کیا جائے اسلام کو ترقی حاصل نہیں ہو سکتی پس جن لوگوں کے قلوب میں محبت ہے اسلام کی خدمت کا احساس ہے ان کو چاہیئے کہ وہ اپنی زندگیوں کو سادہ بنائیں کہ زیادہ سے زیادہ خدمت اسلام کرنے کے قابل ہو سکیں۔"

جو شخص بھی ان ساری باتوں کو صاف دلی سے دیکھے گا اور ان پر غور کرے گا وہ اس بات کے اقرار پر مجبور ہو جائیگا کہ احمدیت کا اوڑھنا بچھونا غلبۂ اسلام ہے دعائیں غلبۂ اسلام کے لئے ہیں مساعی غلبۂ اسلام کے لئے ہیں۔ قربانیاں غلبۂ اسلام کے لئے ہیں۔ جماعت کے افراد بھی دعائیں کرتے ہیں۔ لیکن خلفاء کرام تو اس غرض کے لئے سراپا دعا ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک تقریر میں (جو "دورِ جدید پر غائبانہ" کے نام سے شائع شدہ ہے) یوں دعا فرمائی:۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے چھوٹوں اور بڑوں ہمارے مردوں اور عورتوں، ہمارے بچوں اور بوڑھوں ہمارے بیماروں اور تندرستوں غرض سب کو اپنی پناہ میں رکھے اپنا فضل ان کے شامل حال رکھے اپنی برکات ان پر نازل کرے۔ اپنے رحم و کرم سے ان کو نوازے اور ہماری جماعت کو اپنے خاص فضل سے ایک عرصہ دراز تک جو حیرت انگیز اور معجزانہ طور پر دراز ہو دنیا میں اپنا نام روشن کرنے اور دین کا جھنڈا بلند کرنے کا موجب بنائے۔ آمین یا رب العٰلمین۔ (صفحہ ۳۷)

چونکہ اسلام کے غلبہ کے لئے اسلامی تمدن کے قیام کے لئے مساعی ضروری ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ دنیا بھر میں اسلامی تمدن قائم ہو جائے اور لوگ اسلامی زندگی بسر کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس طرف بھی خاص طور پر توجہ دلائی اور اپنے ایک خطبہ جمعہ (۱۳ جنوری ۱۹۳۶ء) میں فرمایا:۔

"ہر جگہ تمام دوستوں کو اکٹھا کر کے ان سے پھر عہد لیا جائے کہ وہ اسلامی تمدن اور اس کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں گے اور احیاء دین اور قیام شریعت کر کے دینی بنیادوں کو مضبوط کریں گے تا قلیل عرصہ میں وہ تمدن قائم ہو جائے جس کو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے اور جس کو قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔" (باقی صفحہ ...)

"موجودہ زمانہ میں احمدی جماعت نے منظم تبلیغ کی جو مثال قائم کی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ لٹریچر۔ مساجد اور مدارس کے ذریعہ سے یہ لوگ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ اور امریکہ کے دور دراز گوشوں تک اپنی کوششوں کا سلسلہ قائم کر چکے ہیں۔ جس وجہ سے غیر مسلم جماعتوں میں ایک گونہ اضطراب پایا جاتا ہے۔ کاش! دوسرے لوگ بھی ان کی مثال سے سبق لیتے"

(ہفت روزہ ہماری زبان علیگڑھ ۲۲ دسمبر ۱۹۵۵ء)

نعت

سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم

(محترم جناب قیس مینائی نجیب آبادی۔ کراچی)

محمدؐ کا مقام اللہ اکبر
خدا بھیجے سلام اللہ اکبر

یہی خیر البشر خیر الرسل ہیں
کہ ہیں خیر الانام اللہ اکبر

ہوئی ملت کی پھر شیرازہ بندی
یہ حسنِ انتظام اللہ اکبر

قدم رنجہ جو فرمایا زمیں پر
ہوا دیں کا قیام اللہ اکبر

شہنشاہِ رسل کا خیر مقدم
فرشتوں کا ہے کام اللہ اکبر

محمد مصطفیٰؐ زندہ خدا کے
ہیں اک زندہ پیام اللہ اکبر

ملی دونوں جہاں کی بادشاہی
یہ ہے حق کا کلام اللہ اکبر

شبِ اسرا بھی ہے اک سرِّ معنیٰ
یہ حدِّ انضمام اللہ اکبر

گئے مکہ سے کیسے؟ آئے کیسے
یہ عزّ و احتشام اللہ اکبر

وہ لاتثریب کا اعلان واللہ
وہ عفوِ انتقام اللہ اکبر

نہ کرّ و فر نہ تاج و تختِ شاہی
حکومت کی زمام اللہ اکبر

ترے سرِّ خموشی اللہ اللہ
زہے حسنِ کلام اللہ اکبر

ہے قلبِ آنمکرم مہبطِ نور
نظر، فوز الکرام اللہ اکبر

شرابِ معرفت اور مفت تقسیم
زہے الطافِ عام اللہ اکبر

حبیبِ حق تعالیٰ اللہ اللہ
رسولوں کا امام اللہ اکبر

خوشا اے جلوۂ حسنِ حقیقی
زہے حسنِ تمام اللہ اکبر

شہنشاہانِ عالم سے ہے بڑھ کر
ترے در کا غلام اللہ اکبر

ہوئی ہے ختم تشریعی نبوت
یہ حسنِ اختتام اللہ اکبر

نہیں ختمِ نبوت پر ہی موقوف
ہے ہر نعمت تمام اللہ اکبر

غلام احمد مسیح و مہدیٔ وقت
محمدؐ کا غلام اللہ اکبر

مری قسمت کی کایا ہی پلٹ دی
درودِ صبح و شام اللہ اکبر

ہوا مقبول فیضِ مصطفیٰؐ سے
مرا کج مج کلام اللہ اکبر

ہے واللہ قیس مینائی بھی اُن کے
غلاموں کا غلام اللہ اکبر

یہ بزمِ نعتِ ختم المرسلینؐ اور
یہ قیسِ کج کلام اللہ اکبر

جمالِ یار

(محترم جناب چوہدری شبیر احمد صاحب واقفِ زندگی)

ہر زباں پر تذکرہ ہے احمدِ مختار کا
رحمۃ" للعالمیں کا مطلعِ انوار کا

وہ تو ہے محبوبِ حق تعریف سے ہے بے نیاز
دل ہی ہے محتاج اُس کے ابرِ گوہر بار کا

حقِ مدحت اُس شہِ خوباں کا ہو کیونکر ادا
ہر تصور سے ہے بالا حسن اُس دلدار کا

نام لیوا تھے اُسی کے انبیائے سابقیں
تا ابد جاری رہے گا فیض اُس دربار کا

اللہ اللہ اس شہنشاہاں کا عالی مرتبہ
مہدیٔ دوراں بھی غلام ہے اسی سرکار کا

ایک بے آب و گیاہ وادی ہوئی رشکِ بہار
عکس جب سے پڑ گیا اس پر جمالِ یار کا

دشتِ ہیبت ناک تھی کل تک جو وادی آج کل
پیش کرتی ہے ہمیں نقشہ گل و گلزار کا

جادۂ عشق و وفا پر کارواں در کارواں
دید کے قابل ہے منظر عاشقانِ زار کا

"شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا"

چلی ٹھنڈی ہوا باغِ جناں سے

(محترم جناب عبد المنان صاحب ناہید)

چلی ٹھنڈی ہوا باغِ جناں سے
دیارِ مہدیٔ آخر زماں سے

عجم سے گو اٹھی آواز اس کی
وہ ہے میرِ عرب کے کارواں سے

محمدؐ پر ہوا نازل جو قرآن
سنا میں نے وہی اُس کی زباں سے

مرا مقصود مکہ اور مدینہ
ندا آتی ہے پیہم قادیاں سے

مجھے سود و زیاں سمجھانے والو
میں فارغ ہوں غمِ سود و زیاں سے

چمن والو! چمن میں آگ کیسی
دھواں اٹھتا ہے میرے آشیاں سے

یہ کیسی فصلِ گل آئی ہے یارو
ہے جس میں خامشی بہتر بیاں سے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ سفر یورپ

کے

عظیم الشان برکات پر ایک نظر

چونکہ یورپ میں اسلام کی روشنی کو پھیلانے کے انگلستان کو ایک وسیع بنیاد (BASE) کی حیثیت حاصل ہونے والی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر خاص نے یہی چاہا کہ حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث ناصر الدین ایدہ اللہ تعالیٰ جلد جلد اس خطہ کو اپنے مقدس انفاس سے فیضیاب کریں اور غلبۂ اسلام کی مہم کی رفتار کا اپنی آنکھوں سے مطالعہ فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نور اور فراست سے اس مہم کو تیز سے تیز کرنے کے لئے وسائل و ذرائع بروئے کار لائیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے اپنے دس سالہ بابرکت عہدِ خلافت میں چار مرتبہ انگلستان تشریف لیجا کر اس سرزمین کو انوارِ قرآنی سے منوّر کر چکے ہیں۔

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج ※ نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع ※ پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
(المہدی الموعود)

(مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

مغرب سے آفتابِ اسلام کے طلوع کی خبر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب فرزند جلیل سیدنا مہدی موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کی آسمانی بادشاہت میں کاسرِ صلیب کے عہدۂ جلیلہ پر فائز کیا گیا ہے اور زبانِ نبوتؐ سے محمدی فوجوں کے اس روحانی سپہ سالار کی نسبت یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ طلوع الشمس من مغربھا (ترمذی جلد ۲ ابواب الفتن صفحہ ۴۲) یعنی اس کے ذریعہ آفتاب اسلام کی ضیا پاشیوں سے مغربی دنیا بقعۂ نور بن جائے گی۔

اسی سلسلہ میں اسد اللہ الغالب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے یہ خبر بھی دی کہ ھو الشمس الطالعة من مغربھا (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۵ از علامہ حسن بن محمد النوری الطبرسی رحمہ) کہ مغرب کے افق پر خود مہدی موعود سورج بن کر چمکیں گے۔

حضرت مہدی موعود اور مسلم یورپ کا تخیل

ان ازلی نوشتوں کے عین مطابق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں یہ دعوے فرمایا کہ مجھے خدا تعالےٰ نے جادوئے فرنگ کو پاش پاش کرنے کے لئے اپنے الہام اور کلام اور اپنی برکاتِ خاصہ سے مشرف کرکے بھیجا ہے (فتح اسلام صفحہ ۷)

۱۸۹۷ء کا ذکر ہے کہ قاضی آل محمد صاحب مرحوم قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اطلاع دی کہ مجھے حضرت مولوی محمد احسن صاحبؓ نے بھیجا ہے ایک نہایت عظیم الشان خوشخبری ہے۔ اور خود حضرت صاحب ہی کو سنانی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے اندر کے کمرے میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیٹھے تھے حضور نے انہیں باہر بھیجا تو وہ پیغام لائے۔ ایک مولوی صاحب کا مباحثہ حضرت مولانا محمد احسن صاحب سے تھا۔ حضرت مولانا نے ان کو خوب پچھاڑا، لتاڑا اور شکست فاش دی۔ اس پر حضرت اقدس نے تبسم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "مَیں نے سمجھا یہ خبر لائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہو گیا ہے۔"
(ذکر حبیب ۵۲-۵۳ از حضرت مفتی محمد صادق طبع دسمبر ۱۹۳۶ء قادیان)

جہاں تک طلوع الشمس من مغربھا کے نشان کا تعلق ہے۔ حضرت بانیٔ احمدیت بذریعہ رؤیا دکھلایا گیا کہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منوّر کئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔

نیز فرمایا:
"مَیں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے مَیں نے بہت سے پرندے پکڑے ...... سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ مَیں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔"
(ازالۂ اوہام صفحہ ۵۱۵-۵۱۶)

پیشگوئی کا عملی ظہور نظامِ خلافت کے ذریعہ

اس خواب کو مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات نے لفظاً لفظاً سچا کر دکھایا حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریریں یورپ اور بالخصوص لنڈن میں بکثرت پہنچیں اور سعید الفطرت انگریزوں کی اسلام سے دلچسپی میں اضافہ ہوا اور بعض مسلمان بھی ہوئے مگر حضرت اقدس اپنی زندگی میں لنڈن تشریف نہ لے جاسکے۔ کہ خدا کی حکمت و مصلحت نے آپ کی رؤیا اور حضرت علیؓ کی پیشگوئی کا عملی ظہور خلافت احمدیہ کے بابرکت نظام سے وابستہ کر رکھا تھا۔ جیسا کہ ایک بار حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے سفر بٹالہ (۷ نومبر ۱۹۰۲ء) کے دوران یہ دقیقہ معرفت بیان فرمایا کہ
"ہر جگہ جو انسان قدم رکھتا ہے اس میں خدا کی حکمت ہوتی ہے زمین پر کچھ نہیں ہوتا جب تک آسمان پر تحریک مقدر نہ ہو۔"

خلفائے احمدیت کے سفر انگلستان اور ان کے نتائج

جس طرح سیدنا حضرت مصلح موعود کی پیدائش اور سلسلہ احمدیہ کی بنیاد توام یعنی ایک ساتھ ہیں۔ اسی طرح خلافت ثانیہ کا آغاز اور لنڈن میں منبر اسلام یعنی احمدیہ مسلم مشن کا قیام بھی ایک ہی مہینہ میں ہوا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے پہلی مرتبہ ۱۹۲۴ء میں انگلستان کے تثلیث کدہ میں حق و صداقت کی آواز بلند کی ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کے نام سے عالمی تبلیغ اسلام کا ادارہ آپ کے ہاتھوں معرضِ وجود میں آیا اور یورپ میں خصوصاً اور دنیا کے دوسرے ممالک میں عموماً اسلامی مشنوں کا جال بچھ گیا ۱۹۵۵ء میں حضرت مصلح موعود نے لنڈن کانفرنس منعقد کی جس میں یورپ کو مسلمان کرنے کی نئی اور وسیع تجاویز تیار کیں اور پھر زندگی کے آخری سانس تک ان کو عملی جامہ پہنانے کا جہاد جاری رکھا۔

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے نومبر ۱۹۶۵ء میں خلافت ثالثہ کا مبارک دور شروع ہوا تو یورپ میں اشاعتِ اسلام کی نئی راہیں کھل گئیں۔ اور اسلام کی ترقی کے مؤثر طریق سامنے آنے لگے اور انگلستان کی احمدیہ جماعت بعض خدائی تصرفات کے نتیجہ میں دیکھتے ہی دیکھتے اپنی تعداد، وسعت اور اثر و نفوذ کے اعتبار سے مضبوط بنیادوں پر استوار ہوگئی۔ حتی کہ اب اس کا شمار (بیرون) پاکستان کی نہایت مخلص اور نہایت مستحکم جماعتوں میں ہوتا ہے۔

چونکہ یورپ میں اسلام کی روشنی کو پھیلانے کے لئے انگلستان کو ایک وسیع بنیاد (BASE) کی حیثیت حاصل ہونے والی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر خاص نے یہی چاہا۔ کہ حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث ناصر الدین ایدہ اللہ تعالیٰ جلد جلد اس خطہ کو اپنے مقدس انفاس سے فیض یاب کریں اور غلبۂ اسلام کی مہم کی رفتار کا اپنی آنکھوں سے مطالعہ فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نور اور فراست سے اس مہم کو تیز سے تیز تر کرنے کے نئے وسائل و ذرائع بروئے کار لائیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دس سالہ بابرکت عہد خلافت میں چار مرتبہ انگلستان تشریف لے جا کر اس سرزمین کو انوار قرآنی سے منوّر کر چکے ہیں۔

یہ چار سفر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بالترتیب ۱۹۶۷ء، ۱۹۷۰ء، ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۵ء میں اختیار فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا موجودہ سفرِ یورپ

حالیہ سفرِ یورپ جس کی عظیم الشان برکات کا مختصر سا تذکرہ اس مضمون میں پیشِ نظر ہے) بہت سی نیم شبی دعاؤں، مشوروں، جائزوں اور استخاروں کے بعد طبّی معائنہ و علاج اور ملاقاتِ اخوان کی غرض سے ۵ر اگست کو طلوعِ فجر کے وقت شروع ہوا اور آسمانی تائیدوں نصرتوں اور برکتوں کے ساتھ ۲۹ر اکتوبر کی سہ پہر کو دو بجکر دس منٹ پر اختتام کو پہنچا۔

مبارک سفر۔ عظیم الشان برکات

اس پس منظر میں جب ہم اس مبارک اور الٰہی سفر کی روح پرور برکات پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو دل حمد و شکر کے جذبات سے بھر جاتے ہیں اور زبان سے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا یہ پُر معارف کلام جاری ہو جاتا ہے کہ:-

بنائی تو نے پیارے میری ہر بات
دکھائے تُو نے احساں اپنے دن رات
ہر اک میداں میں دیں تو نے فتوحات
بداندیشوں کو تُو نے کر دیا مات
ہر اک بگڑی ہوئی تُو نے بنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

۱۔ گوٹن برگ میں پہلی احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد

بفضل اللہ تعالیٰ صحت یابی کے علاوہ اس سفر کی بے شمار برکات میں سے پہلی برکت یہ ہے کہ حضرت ناصر الدین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے ۲۷ ستمبر ۱۹۷۵ء کی صبح کو گوٹن برگ (سویڈن) میں پہلی احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ یہ پہلی مسجد ہے جو صد سالہ جوبلی کے آسمانی منصوبہ کے تحت تعمیر ہوگی۔ اس مقدس تقریب پر سکنڈے نیویا کے علاوہ یورپ کے دیگر تمام ممالک کے احمدی احباب اور پریس کے نمائندے بھی شامل ہوئے۔

اس تاریخی موقعہ پر حضور ایدہ اللہ نے یہ اعلان فرمایا کہ اس مسجد پر جو رقم خرچ ہوگی وہ انگلستان امریکہ اور سکنڈے نیوین ممالک کی احمدی جماعتیں مل کر اپنے چندوں سے پورا کریں گی۔ اور پاکستانی جماعتوں کے چندے کی ایک پائی بھی اس پر خرچ نہیں ہوگی۔ البتہ اس خانۂ خدا کی تعمیر اور یورپ کے اس خطہ میں اسلام کی اشاعت سے انہیں جو فطری دلچسپی ہے اس میں اور بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

اس مسجد کو یہ بھاری خصوصیت حاصل ہے کہ اس کی بنیاد رمضان المبارک کے اسی مہینہ میں رکھی گئی جس مہینہ میں حضرت مہدی موعودؑ کی صداقت کے لئے ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء میں کسوف و خسوف کا آفاقی نشان ظاہر ہوا اور جس کا فلسفہ حضرت مہدی موعود نے نور الحق (حصہ دوم صفحہ ۳۸-۴۲) میں یہ بیان فرمایا تھا کہ دین کا نظام رمضان ہی سے باندھا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں نزولِ قرآن ہوا۔ لہٰذا خسوف و کسوف کے جمالی و جلالی نشان کا رمضان میں نظامِ خیر کی بنیاد کے لئے پہلی اینٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ مساجد تعمیر ہونگی بت خانے ویران ہونگے۔ اور آسمانی قوتیں زمینی قوتوں پر غالب آجائیں گی اور خدا تعالیٰ اپنی خلقت کو ایک روشن چراغ دکھائیگا اور وہ فوج در فوج خدا کے دین میں داخل ہوں گے۔ (ترجمہ و تلخیص)

خدا تعالیٰ سویڈن میں زیرِ تعمیر مسجد کو ان بشارتوں کا حامل کردے اور یورپ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ایک اہم مرکز بنادے جہاں سے آفتابِ اسلام کی کرنیں پورے یورپ کو منور کر دیں۔ آمین۔

۲۔ نشاناتِ ربّانی کا ظہور

حالیہ سفرِ یورپ کی دوسری اہم برکت یہ ہے کہ اس کے دوران قدم قدم پر نشاناتِ ربّانی کا ظہور ہوا۔ سفر میں ہر جگہ خدا کے جلیل القدر خلیفہ راشد پر خدا کی حفاظت و نصرت کا سایہ قائم رہا۔ دنیا کے مختلف ممالک کے احمدی شمعِ خلافت کے گرد پروانوں کی طرح جمع ہوتے رہے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا اپنے مقدس آقا سے سلسلہ مراسلت باقاعدگی سے جاری رہا۔ اور وہ حضور کے تازہ اور ایمان افروز ارشادات سے مفتخر ہوتے اور حضور کی دعاؤں سے برکت حاصل کرتے رہے۔ اور بالآخر خدا کا یہ احسان عظیم ہوا کہ اس نے ہمارے پیارے امام ہمام کو صحت عطا فرمائی۔ (جس کے نتیجہ میں امام اور جماعت میں (جو ایک ہی وجود کے دو نام ہیں)۔ بیماری کی پیدا کردہ عارضی روک جاتی رہی +

گوٹن برگ مسجد کا سنگِ بنیاد بھی اپنے جلو میں کئی خدائی نشانوں کو لانے کا موجب ہوا۔ شدید مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو فتح مبین بخشی اور سویڈن کی حکومت نے مسجد کے لئے زمین کا وسیع رقبہ دیا اور دریا کی پہاڑی کے ایک پُر فضا اور نہایت خوشنما اور موزوں مقام پر سنگِ بنیاد کی تقریب سے قبل دو روز سے موسم بہت خراب تھا اور مسلسل بارش ہو رہی تھی اور محکمہ موسمیات کی پیشگوئی کے مطابق ۲۷ ستمبر کو بھی اس سلسلہ نے جاری رہنا تھا جو نہایت تشویش انگیز اور پریشان کن بات تھی۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے مولائے حقیقی اور سمیع و قدیر خدا کے حضور جھکے اور ایسی تضرع اور عجز و الحاح سے دعا کی کہ عرشِ الٰہی سے اس کی قبولیت کے خارق عادت سامان پیدا ہو گئے۔ بارش تھم گئی، بادل غائب ہو گئے اور ۲۷ ستمبر کا دن اس حال میں طلوع ہوا کہ سورج کی دلربا اور پیاری پیاری شعاعوں نے سارے ماحول کو نہایت خوشگوار اور بہار آفرین بنا دیا تھا

اسلام اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اس نشان سے ان فرزندانِ اسلام کے ایمان و عرفان میں بہت اضافہ ہوا جو اپنے حلقوں میں اشاعتِ اسلام کے اس نئے مرکز کی تاسیس کے موقعہ پر موجود تھے۔ علاوہ ازیں ملک کے پریس نے اس تقریب کی جس وسیع پیمانے پر اشاعت کی وہ بذاتہ خدائی افضال و انعام کا ایک ایمان افروز کرشمہ تھا۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

۳۔ یورپ کی سعید روحوں کی حقیقی اسلام میں شمولیت

حالیہ سفرِ یورپ کی تیسری برکت یہ ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو عالمِ کشف میں بتایا گیا تھا کہ یورپ کی سعید روحیں آپ کے ذریعہ حق و صداقت کو قبول کریں گی۔ سو یہ پیشگوئی بھی اس سفر کے دوران پوری ہوئی چنانچہ انگلستان میں دس سعید الفطرت دولتِ احمدیت حقیقی اسلام میں داخل ہوئے اور گوٹن برگ میں ۱۴ اور انگلستان میں ایک کے علاوہ یوگوسلاویہ کے باشندوں نے جماعت احمدیہ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اور یہ سلسلہ حضور کی مراجعت سفر کے بعد بھی برابر جاری ہے۔

۴۔ انگلستان میں شاندار جلسہ سالانہ

سفرِ یورپ کی چوتھی برکت یہ ہے کہ حضور کی توجہ اور راہنمائی کی برکت سے ۲۴-۲۵ اگست ۱۹۷۵ء کو انگلستان میں جماعت احمدیہ کا نہایت شاندار اور انقلاب انگیز جلسہ سالانہ انعقاد پذیر ہوا جس میں برطانوی باشندوں کے علاوہ فرانس۔ ہالینڈ۔ مغربی جرمنی۔ ڈنمارک۔ امریکہ۔ سیرالیون۔ گیمبیا۔ اور نائیجیریا کے نمائندہ احباب نے شمولیت کی۔ اس بین الاقوامی اجتماع کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے دو بار خطاب فرمایا۔ حضور کی ان ولولہ انگیز تقریروں نے زندگی کی ایک نئی روح پیدا کر دی۔ جس سے دلوں میں یہ زندہ یقین پیدا ہو گیا کہ اسلام کا عالمگیر انقلاب دنیا بھر میں رونما ہونے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے اس موقعہ پر احبابِ جماعت کو انقلاب کے اس بنیادی نکتہ کی طرف توجہ دلائی کہ وہ پورے درد اور سوز سے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ تا یہ انقلاب پورے کرۂ ارض پر محیط ہو کر اسلام کو دنیا پر غالب کر دکھائے اور دنیا کے چپہ چپہ پر اسلام کا پرچم لہرانے لگے۔

۵۔ نئی مبارک تحریکات

سفرِ یورپ کی پانچویں برکت یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلبِ مطہر پر جناب الٰہی کی طرف سے متعدد مبارک تحریکات کا نزول ہوا مثلاً

(۱) حضور نے ارشاد فرمایا کہ سکنڈے نیویا میں اشاعتِ اسلام کے نظام میں وسعت پیدا کرنے کے لئے ناروے کے دار الحکومت اوسلو میں مسجد تعمیر کی جائے۔ حضور نے اس خواہش کا بھی اظہار فرمایا کہ اگلے سال تک اوسلو مسجد کی زمین اور نقشہ جات کے ابتدائی تمام مراحل طے کر لئے جائیں۔ تا حضور جہاں مسجد گوٹن برگ کا افتتاح کریں۔ وہاں اس نئی مسجد کا سنگِ بنیاد بھی رکھ سکیں۔

۲۔ حضور نے یہ اہم تحریک بھی فرمائی کہ دنیا بھر کے احمدی بچوں کی ذہنی اور دماغی نشوونما کے لئے جماعتی سطح پر ہمہ گیر جد و جہد کا آغاز کیا جائے نیز فرمایا اگر ہم بین الاقوامی سطح پر ستر بہتر فیصد سے اوپر نمبر لینے والے دو تین سو بچے پیدا کرنے لگیں تو اس کے بھی بین الاقوامی سطح پر غیر معمولی نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

۳۔ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے قیام لنڈن کے دوران مسجد فضل کی مرمت اور ایک نئے ہال کے اضافہ کی بھی تحریک فرمائی اور اپنے دستِ مبارک سے اس کا سنگِ بنیاد رکھا +

۴۔ حضور نے یہ عالمگیر اور دور رس نتائج کی حامل تحریک بھی فرمائی کہ آئندہ ۱۵ سال غلبۂ اسلام کے لئے خصوصی دعاؤں اور قربانیوں کے سال ہیں۔ پس دعائیں کرتے اور قربانیاں دیتے چلے جاؤ۔ اور صرف دعاؤں ذکر الٰہی، دلائل قاطعہ اور آسمانی نشانوں کے وہی ہتھیار کام میں لاؤ۔ جو خدا نے تمہیں دیئے ہیں

اس ضمن میں نہایت وجد آفرین الفاظ میں بتایا کہ

ہمیں دلائل قاطعہ کا ہتھیار دیا گیا ہے۔ ہمیں دعاؤں کی قبولیت کا

ہتھیار دیا گیا ہے۔ ہمیں آسمانی نشانوں کا ہتھیار دیا گیا ہے۔ یہ نہایت ہی کارگر ہتھیار ہیں اور ان کے ذریعہ ہی اسلام کا دنیا میں غالب آنا مقدر ہے۔"

(الفضل ۲۵ ستمبر ۱۹۷۵ء)

۵۔ یورپ کے احمدیوں کی باطنی تربیت

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء میں تحریر فرمایا تھا

"خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس عاجز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہرا دے۔ اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے۔ تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں ... سو میں بتوفیقہ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہونگا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہونگا بلکہ ان کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہ کرونگا اور ان کے لئے خدا تعالیٰ سے وہ روحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح ان کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص۱۹۷ الناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ مہدیٔ موعود کے خلیفہ برحق اور جمال و جلال میں مثیل و نظیر ہونے کی حیثیت سے زمانہ خلافت کی پہلی ساعت سے آج تک دنیا بھر کے احمدیوں کی اس تربیت باطنی میں مصروف عمل ہیں اور حضور کی دعاؤں اور روحانی توجہات نے ہر سچے احمدی کے قلب و روح پر فیوض آسمانی کے چشمے جاری کر دیئے ہیں۔

اس مبارک سفر میں حضور نے خاص طور پر اس وجہ سے بھی غلبۂ اسلام کی صدی کی تیاری کے لئے احمدیوں کی نئی نسل کی تربیت نہایت ضروری ہے، حضرت مہدی موعود کے اس روحانی اور باطنی طریقہ کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا ہے جو اس سفر کی پانچویں برکت ہے۔ اس ضمن میں حضور نے یورپین احمدی مسلمانوں کی پاک استعدادوں اور اعلیٰ علمی، اخلاقی اور روحانی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا کوئی بھی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ کیونکہ یہی وہ ایمان کے نور سے بھرے ہوئے دل ہیں جو یورپ میں نئی زمین، نئے آسمان اور نئے نظام کی تعمیر کے لئے بنیادی اینٹ کا کام دینے والے ہیں ؎

فرزانوں نے دنیا کے شہروں کو اجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے

۶۔ یورپ کی روحانی فتح کے لئے نیا منصوبہ

خاکسار نے حالیہ سفر یورپ کی بے شمار برکات میں سے اس وقت تک بطور نمونہ پانچ برکتوں پر صرف اجمالاً نظر ڈالی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ صرف اشاروں پر ہی اکتفا کیا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس مبارک سفر کو حدیث نبوی سیاحۃ امتی الجہاد فی سبیل اللہ (کنوز الحقائق) کے مطابق سفر جہاد کہا جائے تو قطعاً مبالغہ نہ ہوگا۔

احقر اس سفر جہاد کی چھٹی اور آخری برکت بتانا چاہتا ہے کہ اس میں ہمارے مقدس امام ہمام فاتح الدین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بدلے ہوئے حالات، نئے تقاضوں اور جدید تغیرات عالم کے پیش نظر اس سفر میں جہاں عالمگیر تبلیغ اسلام کو تیز تر کرنے کی متعدد ہدایات دیں۔ وہاں یورپ کی اسلامی فتح کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے ایک نیا منصوبہ تشکیل دیا جو حضور ہی کے الفاظ میں درج ذیل کرتا ہوں حضور نے فرمایا:۔

"آئندہ پندرہ سال میں پانچ نئی مسجدیں یورپ کے ملکوں میں بنائی جائیں۔ ایک مسجد اٹلی کے اس حصہ میں تعمیر کرنے کا ارادہ ہے جو یوگوسلاویہ کے قریب ہے .... ایمچور ریڈیو کلبز کا قیام اور دنیا بھر کے احمدیہ مشنوں میں ٹیلیکس کے نظام کا قیام بھی ضروری ہے تاکہ مشنوں کا ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ قائم ہو۔ اور ایک دوسرے کو غلبۂ اسلام کے ضمن میں ضروری معلومات بہم پہنچائی جا سکیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام کی ترقی کے سامان کرتا ہے۔ اور اسے کامیابیاں عطا فرماتا ہے ... اگر ٹیلیکس کے ذریعہ مشنوں کا باہم رابطہ قائم ہو تو ایسی اطلاعات انہیں فوری طور پر مل سکتی ہیں۔ اور وہ نزول افضال الٰہی پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر بجا لا سکتے ہیں۔"

(الفضل ۵ نومبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۵)

اسلام کی روحانی قوت کا مثالی معجزہ

سرزمین انگلستان سے یورپ بلکہ پوری دنیا کے دلوں کو جیتنے اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالنے کا یہ ایمان پرور اعلان اپنی ذات میں اسلام کی روحانی قوت و سطوت کا ایک فقید المثال معجزہ ہے۔ وجہ یہ کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ پچھلی صدی میں برطانوی امپائر نے اپنے زبردست سیاسی اقتدار اور بے شمار دولت کے بل بوتے پر دوسری دنیا کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں لاتعداد چرچ قائم کئے۔ گرجے تعمیر کئے۔ وسیع پیمانے پر اسلام کے خلاف لٹریچر تقسیم کیا۔ اور عیسائی پادریوں اور مشنریوں کا سیلاب عظیم بہا دیا۔ جس کے سامنے مسلمان خس و خاشاک کی طرح بہتے نظر آنے لگے۔ اور اسلام کی کشتی باد صرصر کی تاب نہ لا کر ہچکولے کھانے لگی۔

اس قیامت خیز زمانہ میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے خدا کے حضور اسلام کی ترقی اور صلیب کے پاش پاش ہونے کے لئے عاجزانہ اور دردمندانہ دعائیں کیں اور جناب باری سے عرض کیا۔

حلّت بارض المسلمین جنودھم
فسرت غوائلھم الی نسوانھم
یارب احمد یا الٰہ محمد
اعصم عبادک من سموم دخانھم
یارب سحّقھم وفرق شملھم
یارب قودھم الی ذوبانھم

اے رب (فرنگی پادریوں) کے لشکر مسلمانوں کی زمین پر اُتر آئے اور ان کی بلائیں مسلمان خواتین تک میں سرایت کر گئیں۔ اے احمد کے رب اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے معبود اپنے مسلمان بندوں کو ان کے دھوئیں کی زہروں سے بچا لے۔ اے میرے رب ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اے میرے رب انکو گداز ہونے کی طرف کھینچ لے آ۔

ان دردناک دعاؤں نے آستانۂ الوہیت میں زلزلہ برپا کر دیا۔ اور حضرت مہدی موعود کو عالم رؤیا میں یہ بشارت دی گئی کہ اب تو بے شک مغرب سے عیسائیت کے لشکر آ رہے ہیں۔ مگر مستقبل میں یہ صورت حال یکسر بدل جائے گی۔ اور مشرق سے اسلام کی روحانی فوجیں مغرب پر یلغار کرنا شروع کر دینگی اور مغرب کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائینگی۔ چنانچہ حضور کو عالم رؤیا میں یہ نظارہ دکھایا گیا کہ

"ایک بڑا بحر ذخار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا مغرب سے مشرق کو جا رہا ہے اور پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو الٹا بہنے لگا ہے۔"

(الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۷ بحوالہ تذکرہ طبع سوم ص۴۶۹)

چنانچہ خدا کے اس پاک وعدہ کے موافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم اور اسلام کے سچے فدائی آج یورپ میں خدا کی توحید کا جھنڈا بلند کئے ہوئے ہیں اور خلیفۂ راشد حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگلستان کے پایہ تخت لنڈن میں تبلیغ اسلام کے نئے منصوبہ کا اعلان کر کے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یورپ جلد یا بدیر الٰہی نوشتوں کے مطابق حلقہ بگوش اسلام ہو جائے گا۔ اور تثلیث پرستوں کو شکست فاش نصیب ہوگی۔

مغربی دنیا میں زبردست ہیجان

اور یہ حقیقت ہے کہ انگلستان کے اونچے علمی حلقے اور مذہبی اور سیاسی حلقے عیسائیت کی مقبولیت اور اسلام کے غلبہ کا تصور کر کے کانپ اٹھے ہیں اور ایک صدی قبل کی مشنری یلغار پر کھلے بندوں ندامت و شرمندگی کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ ابھی لنڈن میں ہی قیام فرما تھے کہ پروفیسر جان ہک (پروفیسر تھیالوجی برمنگھم یونیورسٹی) نے روزنامہ ٹائمز (لنڈن) کی ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں ایک مضمون لکھا۔ جس میں صاف طور پر تسلیم کیا کہ

"انیسویں صدی کی مشنری سرگرمی بڑی حد تک ایک غلط اقدام کے مترادف تھی۔ اس کا مذہبی مقصد تو اس حقیقت کی وجہ سے فوت ہو گیا تھا کہ اسے مغرب کی عیسائی طاقتوں کے سیاسی اور تجارتی سامراج کے بل پر چلانے کی کوشش کی گئی تھی۔" (ترجمہ)

(بحوالہ اداریہ الفضل ۲۱ نومبر ۱۹۷۵ء ص۲)

• حال ہی میں نیویارک (امریکہ) سے مسٹر فری لینڈ ایبٹ Free Land Abbott کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے۔ اسلام اور پاکستان Islam and Pakistan اس کتاب کے صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱ پر جماعت احمدیہ کی نسبت یہ زبردست اعتراف کیا گیا ہے۔

Through the vigor of their proselytizing and their incessant and highly publicized attacks on Christianity

They instilled a stronger faith in many Muslims. They developed a confident belief that Christianity does not explain the strength of Europe, and that the true religion remained Islam even though the personal claims of Ghulam Ahmad were not accepted and his organization was in general scorned. This is the essential significane of the Ahmadiyya movement.

یعنی اپنے تبلیغی جوش اور عیسائیت کے خلاف پے در پے اور کثیر الاشاعت حملوں سے اس جماعت نے مسلمانوں کی اکثریت کے دلوں میں مضبوط ایمان پیدا کر دیا ہے۔ گو یہ امر درست ہے کہ جمہور مسلمانوں میں (حضرت) مرزا غلام احمد کے ذاتی دعاوی نے مقبولیت حاصل نہیں کی۔ اور آپ کی تحریک کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ تاہم اس نے مسلمانوں کے قلوب میں یہ ایمان و یقین پیدا کر دیا ہے کہ یورپ کی موجودہ ترقی اور قوت کا سرچشمہ عیسائیت ہرگز نہیں۔ اور دنیا کا سچا دین صرف اسلام ہے۔ اس تحریک کی یہی بنیادی خصوصیت ہے۔ (ترجمہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا انگلستان میں اعلانِ حق

برطانیہ میں گیمبیا کے سفیر ہزایکسیلنسی ابوبکر عثمان جینے کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت، اکتوبر ۱۹۷۵ء کو نصیب ہوئی۔ دوران ملاقات حضور نے اسلام کے روشن مستقبل کا جو پُرجوش اور روح پرور نقشہ کھینچا۔ وہ حضور کے مبارک الفاظ میں درج کر کے اپنے اس مختصر مقالہ کو ختم کرتا ہوں فرمایا:۔

"اس زمانہ میں تین انقلاب آ چکے ہیں۔ ان میں سے ایک انقلاب سرمایہ دارانہ نظام کا آئینہ دار تھا جس میں انسان کی جسمانی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے پر زور دیا گیا تھا۔ دوسرا انقلاب روس کے کمیونسٹ نظام کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس کی بنیاد گو انسان کی فکری نشو و نما پر تھی۔ لیکن سرمایہ دارانہ نظام کی طرح یہ بھی ایک سراسر مادی انقلاب تھا جس میں مذہب اور اخلاق کے لئے سرے سے کوئی گنجائش نہ تھی۔ تیسرا انقلاب چینی سوشلسٹ نظام پر مبنی ہے جس میں مادی فلاح و بہبود کے ساتھ ساتھ اخلاق کی درستی پر بھی زور دیا گیا ہے۔

چوتھا انقلاب اسلامی انقلاب ہوگا اور یہ مادی فلاح و بہبود اور اخلاق کی درستی کے ساتھ انسان کی روحانی ترقی کا آئینہ دار ہوگا۔ اس انقلاب کے ذریعہ انسانیت ایک دفعہ پھر اپنی معراج کو پہنچے گی اور یہ دنیا حق و صداقت صلح و آشتی اور امن و انصاف سے بھر جائے گی۔"

(الفضل ۵ نومبر ۱۹۷۵ء صفحہ)

سنو اب وقتِ توحیدِ اتم ہے
ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(الصوری الوجود)

بقیہ صفحہ

ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائیں گے اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے الخ"

عظیم الشان اور بے نظیر نشان

یہ بات بھی قابل غور اور اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان اور اس وقت تک بے نظیر نشان

پھلا پھولا ہے گلزارِ خلافت

تعالیٰ اللہ عَلَمدارِ خلافت
بہر جانب ہیں انصارِ خلافت

دلِ ناصر میں اسرارِ الٰہی
رُخِ ناصر پہ انوارِ خلافت

سکینت بخش اندازِ تخاطب
یقیں افروز گفتارِ خلافت

سراپا حُسن ہے یکسر ہے احسان
کہوں کیا تجھ سے کردارِ خلافت

خدا کا وصل کشتِ دیں کا حاصل
خدا کا ذکر شہکارِ خلافت

تذلّل، دردمندی، اشک ریزی
یہی ہے راہ دلدارِ خلافت

نبوت کے حقائق جو نہ سمجھے
وہ کیا سمجھیں گے اسرارِ خلافت

خلافت ہے نبوت کی نگہدار
نبوت ہے نگہدارِ خلافت

مسیحائے زماں کے دم قدم سے
پھلا پھولا ہے گلزارِ خلافت

کھلا ہے پھر سے رحمت کا خزینہ
سجا ہے پھر سے دربارِ خلافت

بہر لحظہ ہے دیں کا بول بالا
بہر گوشہ ہیں ابرارِ خلافت

کہاں وہ غیر کی خفتہ نصیبی
کہاں یہ بختِ بیدارِ خلافت

بجا لائیں نہ کیوں شکرِ الٰہی
ملا ہے دُرِّ شہوارِ خلافت

ادب گاہِ محبت میں میسّر
نظر آتے ہیں انوارِ خلافت

سلطان احمد رضی

ہے کہ ان ہزارہا مردانِ خدا، جو محض للہ موسم سرما میں سفر کی تکالیف اٹھا کر اور کرایہ آمد و رفت خرچ کر کے صحبت خلیفۃ اللہ حاصل کرنے کے لئے دنیا کے دور دراز گوشوں سے مرکز احمدیت میں جمع ہوتے ہیں ان کی کم از کم پانچ دن سے ہفتہ عشرہ تک مہمان نوازی کے کتنے اخراجات ہوتے ہیں اور ان کی رہائش کے لئے کس قدر مکانوں اور

خدمت گذاروں کی ضرورت ہے گزشتہ ۸۳ سال سے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق یہ تمام اخراجات ضیافت و رہائش و مکانات و بلامعاوضہ خدمت گذار مہیا فرما رہا ہے اور خدا کے مسیح کا ہر ایک مہمان اپنی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کے اس مقدس کلام کی صداقت مشاہدہ کرتا ہے کہ:۔

"خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ

وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا ہم ایک کھلی کھلی فتح تجھ کو عطا کریں گے الخ

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم

مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت سرور کائنات فخرِ موجودات سید الکونین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اتباع کے نتیجہ میں اور آپ کی محبت اور عشق کو کمال تک پہنچانے کے ذریعہ ایسے مقام کو حاصل کرلیا جہاں من و تو کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ کی ہر تحریر۔ ہر قول۔ ہر فعل۔ ہر حرکت اور ہر سکون عشقِ رسول کے جذبہ سے لبریز تھا۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ عشقِ محمدؐ سے معمور و مخمور تھا۔ عشقِ رسولؐ ہی آپ کی زندگی اور روح کی غذا تھی

ہمت محمدیہ کا ہر فرد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عشق کا دعوےٰ کرتا ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ لیکن ہر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے عشقِ رسولؐ کا انتہائی مقام حاصل ہے۔ عشقِ رسولؐ کا انتہائی مقام صرف اس شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرے اور آپ کی محبت و عشق میں اپنے وجود کو خدا تعالیٰ کے فضل سے آپؐ کے وجود میں فنا کر دے۔ وہ عشق کے جملہ تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آقا و مولےٰ حضرت سرور کائنات فخرِ موجودات سید الکونین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اتباع کے نتیجہ میں اور آپ کی محبت اور عشق کو کمال تک پہنچانے کے ذریعہ ایسے مقام کو حاصل کر لیا۔ جہاں من و تو کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ کی ہر تقریر۔ ہر تحریر۔ ہر قول۔ ہر فعل۔ ہر حرکت اور ہر سکون عشقِ رسولؐ کے جذبہ سے لبریز تھا۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ عشقِ محمدؐ سے معمور و مخمور تھا۔ عشقِ رسولؐ ہی آپ کی زندگی اور روح کی غذا تھی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں نے ایک دفعہ مرکر خدا کو جان دینی ہے۔ میں اسی آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آگئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رواں رواں اپنے آقا سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا۔" (سیرت طیبہ)

ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں:۔

"جو عشق و محبت آپ کو سرورِ کائنات والا صفات سے تھا اس کی نظیر کسی زمانہ میں کسی مسلمان میں نہیں پائی گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی زندگی کا ستون اور آپ کی روح کی غذا بس یہی محبت ہے جس طرح ایک عمدہ قسم کے اسفنج کا ٹکڑا جب پانی میں ڈال کر نکالا جاوے تو اس کا ہر رگ و ریشہ اور ہر خانہ و گوشہ پانی سے بھرپور نکلتا ہے۔ اور اس کا کوئی حصہ ایسا نہیں رہتا کہ جس میں پانی کے سوا کوئی اور چیز ہو اسی طرح ہر دیکھنے والے کو نظر آتا تھا کہ آپ کے جسم اور روح مبارک کا ہر ذرہ عشقِ الٰہی اور عشقِ رسولؐ سے ایسا بھرپور ہے کہ اس میں کسی اور چیز کی گنجائش نہیں۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۲۷)

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا۔"

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۲۱۵)

آپ خود فرماتے ہیں:۔

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

میں خدا کے بعد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہوں۔ اگر اس بات کا نام کفر ہے تو بخدا میں سخت کافر ہوں۔

اس مختصر نوٹ میں آپ کی عشقِ رسولؐ سے لبریز تحریرات اور ملفوظات کے سارے اقتباسات درج کرنا مشکل ہیں۔ شوق رکھنے والے احباب کو اصل کتب اور ملفوظات کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ نمونہ از خروارے کے طور پر بعض اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا عشقِ رسولؐ عشق کے جملہ تقاضوں پر کس طرح پورا اترتا ہے۔

(۲)

عشق کا ایک بڑا تقاضا یہ ہے کہ عاشق اپنے معشوق سے ہی ربط و تعلق رکھتا ہے۔ اس کے غیر کی طرف وہ ملتفت نہیں ہوتا۔ معشوق کے سوا اسے وابستگی اور تعلق عشق کے ناقص اور خام ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا مطالعہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اس تقاضائے عشق کو بکمال پورا کیا ہے۔ ذیل کے چند اشعار پڑھیں اور دیکھیں کہ ہمارا یہ دعوےٰ کس قدر صداقت پر مبنی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

ربط ہے جانِ محمدؐ کو میری جاں سے مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

اپنے منظوم فارسی کلام میں فرماتے ہیں ؎

بدیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ
مرا آں گوشۂ چشمے بباید
نخواہم جز گلستانِ محمدؐ
دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید
کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ

یعنی کسی اور محبوب سے میرا کوئی تعلق نہیں کہ میں تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ناز و ادا کا مقتول ہوں۔ مجھے تو آپ کی نظرِ کرم کی ضرورت ہے۔ مجھے صرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے باغ کی ہی خواہش ہے۔ میرے دلِ زار کو میرے پہلو میں تلاش نہ کرو کہ اسے تو ہم نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن سے باندھ دیا ہے۔

(۳)

ایک سچا عاشق اپنے معشوق کی خاطر اپنی جان مال اور آبرو بلکہ اپنی ہر قیمتی چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ قربانی اور فدائیت عشق کا لازمی نتیجہ اور اہم تقاضا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے معشوق و محبوب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہر خطرہ مول لیا۔ ہر دکھ برداشت کیا۔ ہر قسم کی جانی مالی اور وقت کی قربانی پیش کی۔ آپ اپنی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کی ہم
جب سے عشق اس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے
کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم اے میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

منتِ ایزد کہ من بر رغمِ اہلِ روزگار
صد بلا را میخرم از ذوقِ آں عین النعیم

یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں دنیا داروں کے خلاف اس نعمتوں کے چشمہ کا مزہ حاصل کرنے کے لئے ہزاروں دکھ جھیل رہا ہوں۔

وَكَمْ مِنْ مَصَائِبَ لِلرَّسُوْلِ اَذُوْقُهَا
وَكَمْ مِنْ تَكَالِيْفٍ سَمِعْتُ تَوَدُّدَا
وَغَمٍّ يَفُوْقُ ظَلَامَ لَيْلٍ مُظْلِمٍ
وَهَوْلٍ كَلَيْلِ السَّلْخِ يُبْدِيْ تَهَدُّدَا
وَضَرٍّ كَضَرْبِ النَّاسِ اَحْنَكَ سَيْفَهٗ
وَخَوْفٍ كَاَصْوَاتِ الصَّرَاصِرِ قَدْ بَدَا
فَاَسْئَلُ تِلْكَ الْمِحَنَ مِنْ ذَوْقِ مُهْجَتِيْ
وَاَسْئَلُ رَبِّيْ اَنْ تَزِيْدَ تَشَدُّدَا
وَمَوْتِيْ بِسُبُلِ الْمُصْطَفٰى خَيْرُ مِيْتَةٍ
فَاِنْ نُزْتُهَا فَسَاُحْشَرُ بِالْمُقْتَدٰى

یعنی کتنی ہی مصیبتیں ہیں جو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی راہ میں اٹھا رہا ہوں۔ اور کتنی ہی تکالیف ہیں جو محبت کی وجہ سے برداشت کر رہا ہوں۔ اور ایسے غم ہیں جو اندھیری رات کے اندھیرے سے بھی بڑھ کر تاریک ہیں۔ اور ایسی دہشتیں ہیں جو چاند کی سلخ رات کی طرح ڈراتی ہیں اور کئی دکھ ہیں جو کلہاڑی کی چوٹ کی طرح اپنی تلوار نکالے ہوئے ہیں۔ اور کئی خوف ہیں جو آندھیوں کی آواز کی طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ پس میں یہ تمام مصائب اپنے دلی ذوق کی بنا پر برداشت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں۔ کہ اس راہ میں اور بھی تشدد ہو۔ اور میری موت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں ایک اچھی موت ہوگی پس اگر میں اس میں کامیاب ہوا۔ تو میں اپنے پیشوا کے ساتھ اٹھوں گا۔

آپ اپنے محبوب کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار و آمادہ رہتے اور اپنی قربانی کے عزم کا بار بار اظہار فرماتے۔

حضور فرماتے ہیں ؎

یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے توام
وقفِ راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار
دل نمے ترسد بہر تو مرا از موت ہم
پائیداری ہا ببیں خوش میروم تا پائے دار
تیغ بارد بجوئے آں نگار
آں ستم کا دل کند را جاں نثار
در رہِ عشقِ محمد ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم
جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ
ایں است کامِ دل اگر آید میسرم
جاں شود اندر رہ پاکش فدا
مژدہ ہمیں است اگر آید بگوش

یعنی اے نبی اللہ میں آپ کے بال بال پر فدا ہوں۔ اگر مجھے لاکھ جانیں بھی ملیں تو میں انہیں تیری راہ میں وقف کر دوں۔ آپ کی محبت کی وجہ سے میرا دل موت سے بھی نہیں ڈرتا۔ میرا استقلال دیکھئے کہ میں صلیب کی طرف خوشی خوشی جا رہا ہوں۔ اے نبی اللہ میں آپ کے پیارے چہرہ پر قربان ہوں اور یہ سر جو میرے کندھوں پر ہے۔ اسے میں نے آپ کی راہ میں قربان کر دیا ہے۔ اگر آپ کے کوچہ میں تلوار چلے تو سب سے پہلا شخص میں ہوں گا۔ جو اپنی جان نثار کرے گا۔ صرف میری یہی التماس یہی دعا ہے اور پختہ ارادہ ہے۔ کہ آپ کے عشق کی راہ میں میری جان اور سر قربان ہوں۔ میری جان آپ کی راہ میں فدا ہو یہی میرے دل کا مدعا ہے۔ کاش مجھے میسر آئے تو یہ مبارک بات ہوگی کہ اگر یہ بات سننے میں آجائے کہ میری جان آپ کے راستہ میں فدا ہو گئی۔

(۴)

عاشق اپنے معشوق کے حق میں نہایت غیرتمند ہوتا ہے۔ وہ اس کے خلاف ذرا سی بات بھی نہیں سن سکتا۔ بلکہ دشمن کے مقابلہ میں سر دھڑ کی بازی لگا دیتا ہے۔ حضور علیہ السلام کے عشقِ رسولؐ کا یہ پہلو بھی پوری شان کے ساتھ ہمارے سامنے آتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف ذرا سی بات بھی آپ کے خون میں جوش اور ابال پیدا کر دیتی تھی۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا۔ آپ کی آنکھیں متغیر ہو جاتیں آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بدگو دل سے سلام و کلام کے روادار نہیں تھے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور آنکھیں متغیر ہو جاتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔"

(سیرت المہدی حصہ اول)

دسمبر ۱۹۰۷ء میں آریوں نے ایک جلسہ میں ان کی دعوت پر جماعت کا ایک وفد بھی شامل ہوا۔ آریوں نے خلاف وعدہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بدزبانی کی۔ اس دوران وفد کے اراکین جلسہ گاہ میں بیٹھے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا

"ہماری جماعت کے لوگ اس مجلس سے کیوں نہ اٹھ آئے۔ یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک جلسہ میں برا کہا جائے۔ اور ایک مسلمان بیٹھا رہے..... کیوں ہمارے آدمیوں نے غیرت دینی سے کام نہ لیا۔ جب انہوں نے بدکلامی کی تھی تو فوراً اس مجلس سے اٹھ آنا چاہیئے تھا۔"

(سیرت المہدی حصہ اول)

آپ فرماتے ہیں:۔

وَاللّٰہِ لَوْ قُتِلَتْ جَمِیْعُ صِبْیَانِیْ وَاَوْلَادِیْ وَاَحْفَادِیْ بِاَعْیُنِیْ وَقُطِعَتْ اَیْدِیْ وَاَرْجُلِیْ وَاُخْرِجَتِ الْحَدَقَۃُ مِنْ عَیْنِیْ وَاُبْعِدْتُ مِنْ کُلِّ مُرَادِیْ وَاَوْنِیْ وَاَرَنِیْ مَا کَانَ اَشَقَّ مِنْ ذٰلِکَ۔

(آئینہ کمالات اسلام)

یعنی اللہ کی قسم اگر میری اولاد اور اولاد در اولاد اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں۔ اور خود میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال دی جائے۔ اور میں تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں۔ اور میں ساری خوشیوں اور تمام آراموں کو کھو بیٹھوں تو یہ ساری باتیں مجھ پر اتنی بھاری نہیں۔ جتنی یہ بات بھاری ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ناپاک حملے کئے جائیں۔

آپ نے ایک سچے عاشق کی طرح عشقِ رسولؐ کی خاطر نہ صرف غیرت کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ عملی طور پر آپ کے دشمنوں کا مقابلہ بھی کیا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

بما اعداءِ تو حملہ ہا کنم
مدام خالی ام از غزا و جدال
بشب فکرِ کلکم کند کارہا
چو نیست جوانانِ بروزِ قتال
از عنایاتِ خدا و زفضل آں دادار پاک
دشمنِ فرعونیانم بہرِ عشقِ آں کلیم
دشمنِ دیں حملہ بروئے کند
حیف بود گر بنشینم خموش
چوں سخن سفلہ بگوشم رسید
خود دلِ من خاست چو محشر خروش
آں نہ مسلمان بتر از کافر است
کش نبود از پئے آں پاک جوش

یا رسول اللہ میں آپ کے دشمنوں پر ہر دم حملہ آور رہتا ہوں۔ آپ مجھے کبھی بھی جنگ و جدال سے خالی نہ جانیں۔ رات کو میری قلم کا فکر روزِ جنگ جوانوں کے ہاتھ کی مانند کارہائے نمایاں کرتا ہے خدا تعالےٰ کی مہربانیوں اور اس کے فضل سے میں آپؐ کی محبت کی خاطر فرعون صفت لوگوں کا دشمن ہوں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ دین کے دشمن آپؐ پر حملہ آور ہوں۔ اور میں خاموش بیٹھا رہوں۔ جب بھی کمینہ دشمن کی بات میرے کان تک پہنچی۔ میرے دل میں قیامت کا جوش پیدا ہوا۔ جس شخص کو آپؐ کی خاطر جوشِ غیرت نہیں۔ وہ مسلمان تو کیا کافر سے بھی بدتر ہے۔

آپ نے اپنی آخری تقریر میں فرمایا۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے زیادہ پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔" (پیغام صلح ص۳۰)

(۵)

عشق کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ عاشق اپنے معشوق کے لئے ہر دم تڑپتا رہتا ہے۔ اسے کسی پہلو قرار نہیں آتا۔ وہ ہر دم بے چین رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے معشوق و محبوب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فراق میں تڑپتے رہے۔ آپ کی وصالِ یار کے لئے تڑپ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں ؎

اگر طائرے گردم اے مصطفےٰ
پرم سوئے شہرت بہ پر ہا و بال
بہر شب کنم نالہ ہا پُر الم
بدردِ فراق و بشوقِ وصال
کجا شورِ ما تا جنابت رسد
کہ ہستی تو در پردہ ہائے جلال
بچشم و بسر سے دوم سوئے تو
اَیَا بحرِ رحمت فَخُوْشِیْ تَعَال

یعنی یا رسول اللہ اگر میں ایک پرندہ بن جاؤں تو میں اپنے تمام پر و بال کے ساتھ آپؐ کے شہر کی طرف پرواز کروں آپؐ کے فراق کے درد اور وصال شوق کی وجہ سے میں ہر رات دردمندانہ آہ و بکا کرتا ہوں۔ ہمارا یہ شور آپؐ کی جناب میں کہاں پہنچتا ہے کہ آپؐ کی ہستی جلال کے پردوں میں مستور ہے میں بسر و چشم آپؐ کی طرف دوڑتا ہوں۔ اے رحمت کے سمندر آپؐ میری طرف آئیں۔

نیز فرماتے ہیں ؎

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانِ

میرا جسم غالب شوق کی وجہ سے آپ کی طرف اڑا جاتا ہے۔ کاش مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی۔

(۶)

عشق کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ عاشق اپنے معشوق کے عشق میں اپنا آپ بھلا دے اپنے آپ کو اپنے معشوق میں ایسا فنا کر دے کہ اس کا اپنا کوئی وجود باقی نہ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عشق کے اس تقاضا کو بھی پورا کیا۔ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اس قدر فنا ہو گئے کہ آپ کا اپنا کوئی وجود باقی نہ رہا۔ آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ کرنا امر محال تھا۔ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

محو روئے او شد است ایں روئے من
بوئے او آید ز بام و کوئے من
بسکہ من در عشقِ او ہستم نہاں
من ہمانم من ہمانم من ہماں
ہر تار و پودِ من بسرآید بعشقِ او
از خود تہی و ز غمِ آں دلستاں پُرم

یعنی میرا چہرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرہ میں محو ہو گیا ہے۔ اور میرے بام و در سے اس کی ہی خوشبو آ رہی ہے میں کلی طور پر آپؐ کے عشق میں پوشیدہ ہو گیا ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔ آپؐ کا عشق میرے ہر رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے۔ میں اپنے آپ سے خالی اور اس محبوب کے غم میں پُر ہوں۔

پھر فرماتے ہیں ؎

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

(۷)

عاشق اپنے معشوق کی صرف ذات سے ہی کامل تعلق و ربط نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ ہر اس چیز سے محبت رکھتا ہے۔ جو اس کے معشوق سے جسمانی یا روحانی تعلق رکھتی ہو۔ محبوب کی محبوب چیز بھی محبوب ہوتی ہے۔ عشق کے اس پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا مطالعہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس میں بھی اوروں سے بہت آگے نکل گئے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمد است

میرے دل و جان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہوں۔ میری خاکِ تن محمد صلے اللہ علیہ وسلم

ے کوچہ پر قربان ہے

ہر کسے اندر نمازِ خود دعائے مے کند
من دعا ہائے بر و بار تو اے باغ و بہار

ہر شخص نماز میں اپنے لئے دعائیں کرتا ہے لیکن میں اے باغ و بہار تیری اولاد کے لئے دعا مانگتا ہوں۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعویٔ حُبِّ پیمبرم

اے دل تو ان لوگوں کا (جو اس وقت میری مخالفت کر رہے ہیں) لحاظ رکھ کہ آخر وہ میرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعوے کرتے ہیں۔

یُحِبُّ جَنَانِیْ کُلَّ اَرْضٍ وَطِئْتَهَا
فَیَا لَیْتَ کَانَتْ بِلَادُکَ مَوْلِدًا

میرا دل اس ساری زمین سے پیار کرتا ہے جس پر آپ نے قدم رکھے۔ پس کاش آپ کا وطن ہی میرا مولد و وطن ہوتا۔

(۸)

کہتے ہیں مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ انسان اگر کسی چیز سے محبت کرنے لگ جائے تو اکثر اس کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ مثل پوری طرح صادق آتی ہے۔ آپ ہر موقع پر اور ہر مجلس میں آپ پر درود بھیجنے میں مشغول رہتے۔ آپ کی زبان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک ذکر سے تر رہتی۔ ذکر النبی آپ کی غذا تھی جس کے بغیر آپ کی زندگی قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ فرماتے ہیں:۔

مِنْ ذِکْرِ وَجْهِکَ یَا حَدِیْقَةَ بَهْجَتِیْ
لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّلَا فِیْ آنٍ

اے میری خوشی اور مسرت کے سرچشمے میں کسی لحظ اور آن تیرے ذکر سے فارغ نہیں ہوں۔

وَذِکْرُ الْمُصْطَفٰی رُوْحٌ لِّقَلْبِیْ
وَصَارَ لِمُهْجَتِیْ مِثْلَ الطَّعَامِ

محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر میرے دل کی رُوح کے طور پر ہے۔ وہ میری جان کے لئے مثل غذا کے ہے

وَقَدِ اصْطَفَیْتُ لِمُهْجَتِیْ ذِکْرَ مُحَمَّدٍ
کَانَ لَنَا هٰذَا الْمَتَاعُ تَزَوُّدًا

مَیں نے اپنی جان سے تیری تعریف کے ذکر کو پسند کر لیا ہے۔ اور یہ سامان مجھے زادِ راہ کے طور پر کافی ہے۔

صرف یہی نہیں کہ آپ بیداری کے اوقات میں ذکر النبیؐ میں محو رہتے۔ بلکہ نیند کے اندر بھی آپ کو کوئی خیال آتا تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی خیال آتا۔

فرماتے ہیں ؎

پُر از یادِ او ہست جان و دلم
بخواب اندر اندیشہ ہم نگسلم

میرا دل اور جان آپ کی یاد سے پُر ہیں۔ خواب کے اندر بھی مجھے کوئی خیال نہیں آتا۔

عشق کے صرف چند تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے پناہ محبت و عشقِ رسولؐ کے چند نمونے بطور "مشتے نمونہ از خروارے" پیش کئے گئے ہیں، ورنہ عشق کا کوئی تقاضا آپ لے لیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کے فضل سے اس میں پورا اترتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کے دل کی گہرائیوں میں بیٹھ گئی تھی۔ آپ کے حواس اور جان میں سرایت کر گئی تھی۔ آپ کی تحریرات اور ملفوظات عشقِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لبریز اور معمور ہیں۔ نعتِ رسولؐ پر مشتمل آپ کا منظوم عربی فارسی اور اردو کلام پڑھ کر ایک محبِّ رسول کی روح وجد میں آجاتی ہے۔ آپ کو جو نائب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا رتبہ عطا ہوا وہ اسی بے پناہ عشق و محبت کے طفیل ہی ملا۔

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

کیسے بدلے گی پھول کی خوشبو

محترم جناب فیض اسلم صاحب فیض

کیا کریں گے ٹپک کے وہ آنسو
جن میں شامل نہیں ہے دل کا لہو

ہم سے وابستہ صبح کی تنویر
ہم سنواریں گے رات کے گیسو

ہم کو مہر و وفا کی ہے تعلیم
ہم نے مانا کہ ہے عدو بدخو

جن کو ازبر ہے صبر کا منتر
کیا چلے ان پہ جَور کا جادو

پھول کا نام کچھ بھی رکھ دیجے
کیسے بدلے گی پھول کی خوشبو

آؤ تشنہ لبو کہ ربوہ میں
مئے بطحا کے لُٹ رہے ہیں سبو

فیض بہرِ عدو بھی اپنے تو
دل کشادہ ہیں اور کھُلے بازو

چشمِ بینا سے خدارا کوئی دیکھے تو سہی

(مکرم محمد صدیق صاحب امرتسری ایم۔ اے)

آ کے ربوہ یہ ہمارا کوئی دیکھے تو سہی
شمعِ اسلام کے پروانوں کا اک جمِ غفیر
ناصرِ مہدیٔ معہود جماعت کا امام
دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے
ارضِ بنجر تھی جو صدیوں سے وہاں اب گھر گھر
یہ ہوائیں یہ فضائیں یہ دل افروز سماں
چرخِ اسلام کی پُر نور جبیں پر یہ نیا
اور یہ اسلام کے خدام کے سجدوں میں یہاں
حضرتِ مصلح موعودؓ کا یہ زندہ نشاں
یہ مساجد یہ نمازی یہ امام برحق

کیا ہی دلکش ہے نظارا کوئی دیکھے تو سہی
پھر یہاں ہے جشن آرا کوئی دیکھے تو سہی
ربِّ کعبہ کا دُلارا کوئی دیکھے تو سہی
دارِ ہجرت یہ ہمارا کوئی دیکھے تو سہی
آبِ تسنیم کا دھارا کوئی دیکھے تو سہی
اور یہ دریا کا کنارا کوئی دیکھے تو سہی
جگمگاتا ہوا تارا کوئی دیکھے تو سہی
اشکِ پیہم کا نظارہ کوئی دیکھے تو سہی
چشمِ بینا سے خدارا کوئی دیکھے تو سہی
الغرض ربوہ ہمارا کوئی دیکھے تو سہی



غلبۂ اسلام کیلئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی مالی تحریکات

★ ۱۔ فضلِ عمر فونڈیشن
★ ۲۔ نصرت جہاں ریزرو فنڈ
★ ۳۔ صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

(مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب سیکرٹری صد سالہ جوبلی فنڈ ربوہ)

وہ کام جو مسیح پاک و مہدی موعود علیہ السلام نے شروع کیا تھا آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء کے ذریعہ ان کے وقت میں بھی جاری رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ اور حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت شاندار طریق پر اس کام کو وسعت دی۔ حضرت مصلح الموعود رضی اللہ عنہ کو تو اللہ تعالیٰ نے کام کرنے کا لمبا موقعہ عطا فرمایا علاوہ اور کارناموں کے آپ کے عہد خلافت میں درجنوں ممالک میں اسلامی مشن قائم ہوئے سینکڑوں مساجد تعمیر ہوئیں اور متعدد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہوئے

مہدی موعود کی بعثت کے وقت عالمِ اسلام کی حالت

حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت عالمِ اسلام جن حالات میں سے گذر رہا تھا وہ تاریخ کے کسی طالب علم سے مخفی نہیں۔ اس کا نقشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا خوب کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں:

"یہ زمانہ جس میں ہم ہیں۔ یہ وہی زمانہ ہے جس میں دشمنوں کی طرف سے ہر ایک قسم کی بدزبانی کمال تک پہنچ گئی ہے۔ اور بدگوئی اور عیب گیری اور افترا پردازی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اب اس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور ساتھ اس کے مسلمانوں کی اندرونی حالت بھی نہایت خطرناک ہو گئی ہے صدہا بدعات اور انواع و اقسام کے شرک اور الحاد اور انکار ظہور میں آرہے ہیں۔" (تریاق القلوب)

پھر فرمایا:

"اس زمانہ میں گندی تحریروں کے ذریعہ سے اس قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی توہین کی گئی ہے کہ کبھی کسی نبی کی توہین نہیں ہوئی ... اور درحقیقت یہ ایسا زمانہ آگیا ہے کہ شیطان ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے۔ کہ اسلام کو نابود کر دیا جائے۔"

(چشمہ معرفت)

دردمندانہ اپیل

ان حالات کا مقابلہ کسی انسانی قوت میں نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے یہ عظیم کام سرانجام دینے کے لئے مہدی علیہ السلام (جن کے آنے کی خبر پہلے سے دی گئی تھی) کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے بڑے درد بھرے الفاظ میں اور بار بار مسلمانوں کو اس خدمت کے لئے پکارا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اس کی مدد کرو۔ اب یہ غریب ہے اور میں اس لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالےٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں۔ سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔" (برکات الدعاء)

فدایانِ اسلام کی جماعت

آپ کی تحریرات اور زبان میں خدا تعالےٰ نے جو اثر پیدا کیا تھا اس کے نتیجہ میں ایسے مخلصین جن کو اللہ تعالےٰ نے بصیرت سے نوازا تھا اور ان کے دلوں میں اسلام کا درد تھا۔ ایسے درویشوں کی ایک جماعت آپ کے گرد جمع ہوگئی جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر کے امامِ وقت کی راہ نمائی میں غلبۂ اسلام کے لئے کام شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں اسلام کا بول بالا ہونا شروع ہوا اور کفر بھاگنے لگا۔ وہ کام جو مسیح پاک مہدی معہود علیہ السلام نے شروع کیا تھا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء کے ذریعہ ان کے وقت میں بھی جاری رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ، حضرت مصلح موعودؓ نے شاندار طریق سے اس کام کو وسعت دی۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ کو تو اللہ تعالےٰ نے کام کرنے کا لمبا موقعہ عطا فرمایا۔ علاوہ اور کارناموں کے آپ کے عہد خلافت میں درجنوں ممالک میں اسلامی مشن قائم ہوئے اور سینکڑوں مساجد تعمیر ہوئیں اور متعدد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہوئے۔

الحمدللہ کہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد بھی ان کاموں کو اور وسیع کرنے کے لئے جدوجہد جاری ہے۔ اس زمانہ میں جو کام سرانجام پائے اور جو کام ہو رہے ہیں۔ اس جگہ ان میں سے صرف تین مالی تحریکات کا ذکر کیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا ہے۔ اور سعید روحیں اسلام کی طرف آرہی ہیں۔

۱۔ فضلِ عمر فونڈیشن

پہلی مالی تحریک جو اس غرض کے لئے کی گئی۔ وہ یہ تھی کہ حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جو کام مرغوب تھے۔ گو وہ اپنی مستقل صورت میں بھی جاری رہتے تھے۔ تاہم بعض امور کی خاص طور پر سرانجام دہی کے لئے آپ کی یادگار کے طور پر فضل عمر فونڈیشن کی بنیاد رکھی۔ حضور نے اس کے لئے چندہ کی اپیل کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی تمام مالی قربانیوں پر قائم رہتے ہوئے اور ان میں کسی قسم کی کمی کئے بغیر بشاشتِ قلب کے ساتھ محض رضا الٰہی کی خاطر اس فنڈ میں بھی دل کھول کر حصہ لیں۔ اور ساتھ ہی یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالےٰ اس فنڈ کو بابرکت کرے۔ اور اس کے اچھے نتائج کا ثواب حضرت فضل عمر کو بھی اور ہمیں بھی پہنچائے۔"

(الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۶۶ء)

یہ تحریک پچیس لاکھ روپے کی تھی اور تجویز یہ تھی کہ رقم نفع مند کاموں پر لگا دی جائے اور اس سے جو نفع ہو۔ اس سے ان پروگراموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ جو اس ادارہ کے مدنظر ہیں۔ جماعت نے حضرت مصلح الموعودؓ سے اپنی محبت و اخلاص کا شاندار طریق پر عملاً اظہار اس طرح کیا۔ کہ ۲۵ لاکھ کی بجائے ۳۷ لاکھ سے زائد سرمایہ جمع کر دیا۔ اب یہ ادارہ مستقل طور پر جاری ہو چکا ہے۔ اس وقت جو ٹھوس کام سرانجام دیا جا چکا ہے اور جو کام ہو رہے ہیں وہ تفصیل چاہتے ہیں۔ تاہم خلافت لائبریری گیسٹ ہاؤس برائے بیرونی مہمانان کی شاندار عمارتیں اس کی کامیابی کی منہ بولتی شہادت ہیں۔ تالیف و تصنیف کا ایک وسیع پروگرام شروع ہو چکا ہے۔ تحقیقی مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے مختصر الفاظ میں اس تحریک کی کامیابی کا راز آجاتا ہے۔ فرمایا:۔

"فضل عمر فونڈیشن کی تحریک محبت و عقیدت کے اس سرچشمہ سے پھوٹی ہے۔ جو احباب کے دل میں اپنے پیارے آقا المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے لئے ہمیشہ موجزن رہی اور موجزن رہے گی۔" (الفضل ۱۸؍۵؍۶۵)

ایک الٰہی تحریک

۱۴؍اپریل ۱۹۷۰ء (۱۴؍شہادت ۱۳۴۹ ہش)

وہ مبارک دن تھا جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مغربی افریقہ کے چھ ممالک۔ غانا۔ نائیجیریا۔ سیرالیون۔ آئیوری کوسٹ لائبیریا اور گیمبیا کے دورہ پر روانہ ہوئے اس سفر کی کوئی دنیوی غرض نہ تھی بلکہ اس کی غرض غلبۂ اسلام کی مہم کو تیز سے تیز تر کرنے کے لئے ذرائع معلوم کرنا۔ ان ممالک کے لاکھوں مخلصین سے ملاقات کرنا اور ان کے حالات سے باخبر ہونا تھا۔ جو جماعت احمدیہ کی مساعی سے حقیقی اسلام قبول کر چکے ہیں اور وہ اس امید پر جی رہے تھے۔ کہ اگر وہ مسیح محمدی جن کے آنے کی بشارت خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی کی زیارت نہیں کر سکے تو کم سے کم آپ کے خلفاء میں سے ہی کسی خلیفہ کی زیارت سے مشرف ہوں۔ ان سے ملاقاتیں کریں۔ ان کی نصائح سنیں۔ اور اس طرح اپنی تشنگی کو دور کر کے اپنے ایمانوں کو اور زیادہ مضبوط بنائیں۔ اور خدمت دین میں لگ جائیں۔

وہاں آپ نے کیا کام سرانجام دیا وہ بھی سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:۔

"میں نے ان سب اقوام کو جن کا میں نے دورہ کیا۔ نیز ان کے ذریعہ افریقہ کی دوسری اقوام کو اسلام نے پیار کا جو پیغام بنی نوع انسان کو دیا ہے وہ سنایا۔ محبت۔ اخوت ہمدردی و غم خواری کی ان سے باتیں کیں اور مساوات کی آواز کو ان کے درمیان بلند کیا۔ صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے خود عمل سے انہیں بتایا کہ ہم میں اور آپ میں کسی انسان اور دوسرے انسان میں بحیثیت بشر کوئی فرق نہیں ہے۔ ہزاروں بچوں کو پیار کیا۔ ہزاروں بڑوں سے معانقہ کیا۔ اور پتہ نہیں کتنوں سے مصافحے کئے۔"

(الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۷۰ء)

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

جب حضور گیمبیا پہنچے تو وہاں جو صورت پیش آئی وہ حضور کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے (میرے اپنے پروگرام نہیں رہنے دیئے) بڑی شدت سے میرے دل میں یہ ڈالا کہ یہ وقت ہے کہ تم کم سے کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں میں خرچ کرو۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا۔ اور بہت بڑے اور اچھے نتائج نکلیں گے"

(الفضل ۲۰ جون ۱۹۷۰ء)

یہ وہ حالات تھے جن کے ماتحت حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیسرے خلیفہ فاتح الدین حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں سکیم کا اجرا فرمایا اور اخراجات کے لئے جماعت سے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" میں ۲۶ لاکھ روپیہ تین سال کے اندر اندر جمع کرنے کی تحریک فرمائی

سفر سے واپسی پر راستہ میں سب سے پہلے لنڈن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کی تحریک فرمائی اور پھر پاکستان واپس پہنچنے پر ۱۲؍احسان ۱۳۴۹ ہش (۱۲ جون ۱۹۷۰ء) کو مسجد مبارک ربوہ میں اس بارہ میں وہ تفصیلی اور تاریخی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جو تاریخ احمدیت کا ایک اہم جزو ہے۔ مخلصین جماعت نے اپنے واجب الاطاعت امام کی آواز پر فوراً لبیک کہی اور اخلاص محبت اور بشاشت قلب کے ساتھ اس فنڈ میں وعدے لکھوائے اور ادائیگی بھی شروع کر دی۔

چھبیس لاکھ روپیہ قوم سے مانگا گیا تھا وعدے پچاس لاکھ کے ہو گئے۔ اور جب ادائیگیوں کا وقت آیا تو تادم تحریر ساڑھے ترپن لاکھ روپے اس فنڈ میں جمع ہو چکے ہیں۔ جن میں چار درجن سے زائد ممالک کے مخلصین نے حصہ لیا ہے۔

صد فیصد ادائیگی کرنے والے مخلصین کی فہرستیں اخبار میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے غریب لوگوں کے دلوں میں کس قدر اخلاص رکھا ہے۔ قلیل آمدنیوں کے باوجود سادہ زندگی گزار کر اور اپنے اوپر تنگی وارد کر کے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے ایک بڑا حصہ اس کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور اپنے حضور سے بہتر سے بہتر اجر دے آمین

اس سکیم کی مالی تحریک بفضل اللہ مکمل ہو گئی ہے۔ گو حصول ثواب کے لئے اب بھی بعض احباب رقوم بھجوا دیتے ہیں۔ لیکن نصرت جہاں سکیم پورے زور سے جاری ہے اور اسکے نیک ثمرات ہر جگہ نظر آرہے ہیں جن کی تفصیل اسی پرچہ میں ایک علیحدہ مضمون میں پیش کی جا رہی ہے) اس سکیم کے ماتحت قرآن عظیم معہ انگریزی ترجمہ کی ۲۵ ہزار جلدیں ان ممالک کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دی گئی ہیں۔ تیرہ سکول کھولے گئے ہیں۔ سولہ ہیلتھ سنٹر جاری ہو چکے ہیں۔ اکیس اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ اور ۱۹ قابل ڈاکٹر ان ممالک میں کام کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ جاری ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ

جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء

جماعت احمدیہ کا گزشتہ ۸۵ سال سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ بالعموم دسمبر کے آخری عشرہ میں ہر سال جماعت کا سالانہ جلسہ انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ جس میں ملک کے گوشہ گوشہ سے شمع اسلام کے پروانے اپنے مرکز میں جمع ہوتے اور روحانی خزائن سے اپنی جھولیاں بھرتے ہیں۔ ۱۳۵۲ ہش / ۱۹۷۳ء میں یہ مبارک اجتماع ۲۶، ۲۷ اور ۲۸؍فتح/دسمبر کو مرکز سلسلہ ربوہ میں ہوا۔ سوا لاکھ سے زائد اسلام کے پروانے اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ یہ جماعت کا ۸۱ واں سالانہ جلسہ تھا۔ جلسہ میں اس برس چودہ بیرونی ممالک کی احمدی جماعتوں نے اپنے وفود بھجوا کر اس میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔

اس سال جلسہ کو ایک بہت بڑی خصوصیت واہمیت یہ بھی حاصل تھی کہ جماعت کے قابل صد احترام امام حضرت فاتح الدین نے دنیا کے تمام مخلص احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے اسلام کے عالمگیر غلبہ اور کلام اللہ قرآن عظیم کی دنیا کے کونے کونے میں وسیع پیمانے پر اشاعت اور تبلیغ اسلام کے ایک ہمہ گیر پروگرام کے ایک عظیم الشان منصوبہ کا اعلان فرمایا۔ حضور کی تین دن تقاریر ہوئیں۔ جن میں آپ نے یہ واضح فرمایا کہ

"اسلام کی آخری جنگ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم روحانی فرزند کے ذریعہ جیتی جائے گی۔ آخری فتح اسلام کی ہوگی۔ تمام شیطانی قوتیں پسپا ہو جائیں گی اور اسلام کا سورج تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ اور ہر ملک میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند ہوگا۔ دوسرے سب جھنڈے سرنگوں ہو جائیں گے۔"

(الفضل ۱۹ جنوری ۱۹۷۴ء)

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ

اس عظیم الشان منصوبہ کا نام صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ رکھا گیا کیونکہ اس کے لئے جو میعاد مقرر کی گئی ہے اس وقت جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی گزرے گی۔ اور دوسری صدی شروع ہوگی جو غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی انشاء اللہ العزیز اور یہ لازم تھا کہ غلبۂ اسلام کی صدی کے استقبال کے لئے پہلے تیاری کی جاتی۔ گویا اس صدی کے بقیہ سال پورے عزم کے ساتھ انتہائی کوشش اور کام کے سال ہیں۔ جن میں ہم نے انوار قرآنی کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچانا ہے اور منکرین اسلام کے دلوں کو جیتنا ہے۔

منصوبہ کا ماٹو:۔ اس منصوبہ کا ماٹو حضور کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت کو یہ بتایا تھا کہ یہ عظیم منصوبہ جس کا میں اعلان کر رہا ہوں اس کا (Motto) دو بنیادی حقیقتیں ہیں جن کو ہم حمد اور عزم کے دو لفظوں سے پکار سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم عاجز بندوں پر مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ بڑی ہی رحمتیں نازل کرنی شروع کی ہیں۔ اور ہم حمد کے ترانے گاتے ہوئے پختہ عزم کے ساتھ اس راہ پر گامزن ہیں جس کی تعیین غلبۂ اسلام کے لئے آسمانوں سے ہوئی اور ہمارا ہر قدم اس شاہراہ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے وہ دن آنے والا ہے۔ جب اسلام ساری دنیا پر غالب آئے گا۔ اور تمام ملتیں مٹ جائیں گی سوائے اسلام کے جس کا گھر ہر انسان کا سینہ ہوگا۔ اور جس خدا کو اس نے پیش کیا۔ اس کی محبت میں ہر دل مستانہ وار اپنی زندگی گزار رہا ہوگا۔" (الفضل ۲۷؍۱؍۷۴)

جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے اس عظیم الشان منصوبے کا نام صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ رکھا گیا۔ اور تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کریم کے سلسلہ میں اس منصوبہ کے تحت جو کام سرانجام پانے والے تھے انہیں کامیابی کے ساتھ چلانے کے لئے صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کی عدیم المثال تحریک فرمائی۔ اور عالمگیر جماعت احمدیہ سے ۲½ کروڑ روپے کی اپیل کی۔ خدا کے کاموں کو کون روک سکتا ہے اتنی رقم کے وعدے تو صرف ایک ہی بیرونی ملک کے مخلصین نے پیش کر دیئے۔ اور کل ممالک کے وعدوں کی رقم مطلوبہ رقم کے چار گنا سے زائد ہو گئی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

یہ تین عظیم مالی تحریکیں ہیں جو خلافت ثالثہ حضرت مہدی علیہ السلام کے عہد میں ہوئیں۔ پہلی دو کامیابی سے ہمکنار ہو چکی ہیں۔ تیسری جو عدیم المثال ہے کامیابی سے جاری ہے۔

میں اپنے بزرگوں، بھائیوں اور بہنوں سے یہ درخواست کرونگا۔ کہ اس عظیم تحریک کے شروع میں ہی آپ کے پیارے امام نے یہ انتباہ بھی بقیہ

نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام کا
پنجسالہ مختصر جائزہ

(محترم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ)

پانچ سال قبل جب مئی ۱۹۷۰ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغربی افریقہ کی احمدی جماعتوں کی دیرینہ خواہش اور دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں نائیجیریا۔ غانا۔ آئیوری کوسٹ۔ لائبیریا۔ سیرالیون۔ اور گیمبیا کا تبلیغی و تربیتی دورہ فرمایا۔ تو ان ممالک کے حالات اور جماعت کی گزشتہ ترقیات کے جائزہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ایک تحریک پیدا فرمائی۔ جو حضور کی زبان میں یہ تھی:۔

"گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے بڑی شدت سے میرے دل میں یہ ڈالا کہ تم کم سے کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں میں خرچ کرو۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا۔"

ایک لاکھ پونڈ جس میں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالنے کا وعدہ فرمایا۔ ارض بلال کے باشندگان کی طبی اور تعلیمی خدمات کی سکیم جسے حضور نے نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام کا نام دیا کی صورت میں خرچ کیا جانا تھا۔ حضور نے اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک طرف نصرت جہاں ریزرو فنڈ قائم فرمایا اور دوسری طرف جماعت کے ڈاکٹروں اور اساتذہ کو تحریک فرمائی کہ وہ خدمت خلق کے جذبہ اور وقف کی روح کے ساتھ اپنی خدمات پیش کریں۔ حضور نے فرمایا:۔

"افریقہ میں لڑی جانے والی جنگ کو جیتنے کے لئے ہم پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں بہت ساری باتیں میں پہلے بیان کر چکا ہوں مثلاً نصرت جہاں ریزرو فنڈ قائم کیا گیا۔ ہمیں ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ ہمیں ٹیچروں کی ضرورت ہے ...... ہمیں بڑی دعائیں کرنی چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کچھ ہو نہیں سکتا جب اللہ تعالیٰ فضل کرے اور پیار کا جلوہ دکھائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ وفا ۱۳۴۹ ہش مطبوعہ الفضل ۲ ظہور ۱۳۴۹ ہش)

روحانی جنگ جس کے جیتنے کے لئے ایک مہم نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام کی شکل میں جماعت کے سامنے پیش کی گئی۔ اس فتح کے حصول میں ایک زبردست حربہ ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک ابتدائی تصنیف "فتح اسلام" میں فرماتے ہیں:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔"

اس فتح کا معین عرصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ سیرالیون کے دوران مورخہ ۹ مئی ۱۹۷۰ء کو ان پرشوکت الفاظ میں پیش فرمایا۔

"میں آپ کو پوری قوت سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے غلبہ کا عظیم دن طلوع ہو چکا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت کو نہیں ٹال سکتی۔ احمدیت فتحمند ہو کر رہے گی انشاء اللہ۔ آئندہ پچیس سال کے اندر اندر اسلام کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔"

اسلام کے غلبہ کو قریب تر لانے کے لئے "نصرت جہاں آگے بڑھو" کا پروگرام ایک عظیم الشان ذریعہ ہے۔ اور اس کی کامیابی کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کو اس قدر کامل وثوق تھا۔ کہ آپ نے فرمایا:۔

"مجھے یہ فکر نہیں کہ یہ رقم کہاں سے آئیگی۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ خرچ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور دے گا۔ یہ رقم بہرحال مجھے ملے گی۔ مجھے کوئی فکر نہیں۔ مزید برآں مجھے وہاں کام کرنے کے لئے فوری طور پر تیس ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور اساتذہ اس کے علاوہ ہیں۔ یہ بھی مجھے فکر نہیں کہ رضاکار واقف ملیں گے یا نہیں ملیں گے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ یہاں کام کیا جائے جس چیز کی مجھے فکر ہے۔ اور آپ کو بھی فکر ہونی چاہیئے وہ یہ ہے کہ محض خدا کے حضور مالی قربانی پیش کر دینا کوئی چیز نہیں جب تک وہ مقبول نہ ہو اس واسطے آپ بھی دعا کریں اور میں بھی دعا کرونگا۔ یہ سعی مشکور ہو۔ خدا تعالیٰ اس حقیر سی قربانی کو قبول فرمائے۔"

(الفضل ۲۰ جون ۱۹۷۰ء)

واقعات نے بتا دیا کہ نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں تمام دنیا میں پھیلی ہوئی احمدیہ جماعت کے افراد نے اپنے امام ہمام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مطالبہ اور تحریک سے بڑھ کر رقم پیش کر دی۔

مطالبہ تھا پچیس لاکھ روپے کا اور جماعت نے ترپن لاکھ پچاس ہزار روپیہ ادا کیا اس مالی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے کس رنگ میں قبول فرمایا۔ اور اس میں کس قدر اپنے فضل سے برکت عطا فرمائی آئندہ صفحات میں ذکر کیا جائے گا۔

جہاں مالی قربانی کے پیش کرنے میں جماعت نے صحابہ کا نمونہ دکھانے کی کوشش کی۔ وہاں رضاکارانہ خدمات کے پیش کرنے میں بھی جماعت کے ڈاکٹرز اور اساتذہ نے اسلام کے اسلاف کی قربانیوں کو تازہ کر دیا۔ اور اس کا واضح ثبوت وہ ہیلتھ سنٹرز اور سیکنڈری سکولز ہیں جو گذشتہ پانچ سالوں میں مغربی افریقہ میں قائم کئے گئے جن کی قدرے تفصیل درج ہے۔

ہیلتھ سنٹرز

غانا:۔ ۱۔ پہلا ہیلتھ سنٹر کوکوفو اشانٹی میں مکرم بریگیڈیر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر غلام احمد صاحب نے یکم نومبر ۱۹۷۰ء کو شروع کیا اور مارچ ۱۹۷۳ء تک کام کیا۔

اس سنٹر میں دوسرے ڈاکٹر مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب نے جنوری ۱۹۷۳ء تا ستمبر ۱۹۷۵ء کام کیا۔ جس کے بعد مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب گیمبیا تبدیل کر دیئے گئے۔ اور آجکل مکرم ڈاکٹر محمد شفیق صاحب قیصر پندرہ ستمبر سے اس ہیلتھ سنٹر کو چلا رہے ہیں۔

۲۔ دوسرا ہیلتھ سنٹر اسوکورے اشانٹی میں مکرم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ شاہ صاحب نے یکم مارچ ۱۹۷۱ء کو شروع کیا اور مارچ ۱۹۷۴ء تک کام کیا۔

جنوری ۱۹۷۴ء میں مکرم ڈاکٹر سردار حمید احمد صاحب نے مکرم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ شاہ صاحب کے ساتھ اس سنٹر میں کام شروع کیا اور مارچ میں ڈاکٹر غلام مجتبیٰ شاہ صاحب کی روانگی پر سنٹر کا مکمل چارج لیا۔

جولائی ۱۹۷۴ء میں ڈاکٹر سردار حمید احمد صاحب کی بیگم صاحبہ لیڈی ڈاکٹر قیصر جہاں احمد صاحبہ بھی اسوکورے پہنچ گئیں اور میاں بیوی خدمت خلق میں مصروف ہیں۔

۳۔ تیسرا ہیلتھ سنٹر ٹیچی مان برونگ اہافو ریجن میں مکرم ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب نے تین مارچ ۱۹۷۱ء کو شروع کیا اس کا باقاعدہ افتتاح ۲۶/۹/۷۱ کو ہوا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے جولائی ۱۹۷۳ء تک کام کیا اور پھر مکرم ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب نے اس سنٹر کا چارج سنبھالا اور جولائی ۱۹۷۴ء تک کام کیا۔

ستمبر ۱۹۷۴ء سے اس سنٹر کو مکرم ڈاکٹر خالد ہاشمی صاحب معہ اپنی بیگم صاحبہ لیڈی ڈاکٹر قدسیہ خالدہ قریشی صاحبہ چلا رہے ہیں۔

۴۔ چوتھا ہیلتھ سنٹر اگونہ سویڈرو وسطی ریجن میں مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب جو ۱۶/۲/۷۱ کو غانا پہنچے تھے نے شروع کیا۔ اس سنٹر کا باقاعدہ افتتاح پاکستانی ہائی کمشنر مقیم غانا نے ۱۸/۱۱/۷۱ کو کیا۔

اس سنٹر میں دوسرے ڈاکٹر مکرم لئیق احمد صاحب فرخ ۲۳/۱۱/۷۴ کو پہنچے۔ جو مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب کے ساتھ کام کرتے رہے۔ اور مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب کی واپسی پر جنوری ۱۹۷۵ء میں اس سنٹر کا مکمل چارج سنبھالا۔

سیرالیون

۱۔ سیرالیون میں پہلا ہیلتھ سنٹر جورو کے مقام پر مکرم ڈاکٹر محمد اسلم صاحب جہانگیری نے شروع کیا۔ جو ۲۴/۴/۷۱ کو وہاں پہنچے تھے۔ ۵ جون ۱۹۷۱ء کو اس کا باقاعدہ افتتاح ریذیڈنٹ منسٹر ایسٹرن ریجن نے کیا۔

مکرم ڈاکٹر صاحب سے اس سنٹر کا چارج نومبر ۱۹۷۳ء میں مکرم ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب نے لیا۔ اور آجکل وہی اس سنٹر کو چلا رہے ہیں۔

۲۔ دوسرا ہیلتھ سنٹر بواجے بو کے مقام پر مکرم ڈاکٹر چوہدری امتیاز احمد صاحب نے شروع کیا جو مئی ۱۹۷۱ء میں وہاں پہنچے۔ اس سنٹر کا باقاعدہ افتتاح ۳ جولائی ۱۹۷۱ء کو وزیر صحت سیرالیون نے کیا اور تا حال مکرم ڈاکٹر صاحب اس کو چلا رہے ہیں۔

۳۔ تیسرا ہیلتھ سنٹر روکوپر کے مقام پر مکرم ڈاکٹر سردار محمد حسین صاحب نے ۲۰ جولائی ۱۹۷۱ء کو شروع کیا۔ اور اس کا باقاعدہ افتتاح مورخہ ۱۲/۴/۷۲ کو ریذیڈنٹ منسٹر شمالی ریجن نے کیا۔ تاحال مکرمی ڈاکٹر صاحب ہی اس سنٹر کو چلا رہے ہیں۔

۴۔ چوتھا ہیلتھ سنٹر سنگبی کے مقام پر مکرم ڈاکٹر طاہر محمود صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ لیڈی ڈاکٹر کوثر تسنیم صاحبہ نے مورخہ ۹/۷۲/۱۹ کو شروع کیا اور تاحال اس کو چلا رہے ہیں۔

گیمبیا

۱۔ پہلا ہیلتھ سنٹر دار الحکومت باتھرسٹ (جسے اب بانجل کہا جاتا ہے) میں مکرم ڈاکٹر انوار احمد صاحب نے جو وہاں ۱۲/۷۱/۱۲ کو پہنچے۔ شروع کیا۔ اور مئی ۱۹۷۵ء تک اس سنٹر کو چلایا۔ آپ کی واپسی پر چند ماہ مکرم ڈاکٹر الحاج محمد خان صاحب نے اس سنٹر کو چلایا۔ اور ستمبر ۱۹۷۵ء سے مکرم ڈاکٹر منور احمد خان صاحب جنہیں کوکوفغانا سے یہاں تبدیل کیا گیا اس سنٹر کو چلا رہے ہیں۔

چونکہ یہ ٹی بی سنٹر تھا اس لئے اس کے ایکسرے ڈیپارٹمنٹ میں کام کے لئے مکرم محمود احمد صاحب انجم بطور ٹیکنیشن ۲-۲/۷۱ سے کام کر رہے ہیں۔

۲۔ دوسرا ہیلتھ سنٹر ڈینٹل کلینک کے طور پر بانجل ہی میں مکرم ڈاکٹر اقتشام الحق صاحب نے یکم نومبر ۱۹۷۱ء کو جو وہاں ۲۳/۱۱/۷۱ کو پہنچے شروع کیا۔ اس ڈینٹل کلینک کا چارج یکم اگست کو مکرم محمد اجمل صاحب نے لیا۔ جن کی واپسی کے بعد مکرم ڈاکٹر شفیق احمد صاحب نے اس کلینک کا چارج لیا۔ ان کی واپسی پر مکرم ڈاکٹر داؤد احمد صاحب طاہر نے اگست ۱۹۷۵ء میں اس کلینک کا چارج لیا اور تاحال اسے چلا رہے ہیں۔

۳۔ تیسرا ہیلتھ سنٹر پہلے سالکین میں اور پھر جوارا میں مکرم ڈاکٹر محمد حفیظ خان صاحب نے اگست ۱۹۷۱ء میں شروع کیا اور تاحال اسکو چلا رہے ہیں۔

۴۔ چوتھا ہیلتھ سنٹر پہلے سوما میں اور پھر بسے میں مکرم ڈاکٹر طاہر احمد صاحب نے ستمبر ۱۹۷۱ء میں شروع کیا اور تاحال وہاں کام کر رہے ہیں۔

۵۔ پانچواں ہیلتھ سنٹر کنجور میں ڈاکٹر محمد اشرف صاحب نے ستمبر ۱۹۷۱ء میں شروع کیا جو بعد میں بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے بند کر دیا گیا۔ اس کی بجائے بریکامہ مقام پر مکرم ڈاکٹر الحاج محمد خان صاحب نے جو ۱۵/۴/۷۲ کو گیمبیا پہنچے شروع کیا۔ اس کا باقاعدہ افتتاح ۴/۶/۷۲ کو ہوا اور تاحال حاجی صاحب اسے چلا رہے ہیں۔

نائیجیریا

۱۔ پہلا ہیلتھ سنٹر کنجور و کے مقام پر مکرم ڈاکٹر قاضی منور احمد صاحب نے جو اکتوبر ۱۹۷۱ء میں نائیجیریا پہنچے جنوری ۱۹۷۲ء کو شروع کیا۔ اور مکرم قاضی صاحب کی واپسی پر اب مکرم ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب غنی اس سنٹر کو چلا رہے ہیں۔

۲۔ دوسرا ہیلتھ سنٹر اکارے مقام پر مکرم ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب بھٹہ (جو ستمبر ۱۹۷۱ء میں نائیجیریا پہنچے) نے جنوری ۱۹۷۲ء میں کام شروع کیا۔ جو بعد میں ناگزیر حالات کی وجہ سے بند کر دیا گیا۔

۳۔ تیسرا ہیلتھ سنٹر کاجا کے مقام پر مکرم ڈاکٹر عزیز احمد صاحب نے ۵/۷۲/۱۹ کو شروع کیا۔ بعد میں بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے یہ سنٹر بھی بند کر دیا گیا۔

۴۔ چوتھا ہیلتھ سنٹر اجیبو اوڈے مقام پر شروع کیا گیا اس میں پہلے ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب غنی کام کرتے رہے۔ پھر یہ کنجورو سنٹر میں تبدیل ہو گئے۔ اور مکرم ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب بھٹہ نے اکارے سنٹر بند کر کے اجیبو اوڈے سنٹر میں کام شروع کر دیا۔ اور تاحال اس سنٹر کو چلا رہے ہیں۔

۵۔ پانچواں ہیلتھ سنٹر اباداں میں مکرم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ شاہ صاحب (جو اپریل ۱۹۷۵ء میں نائیجیریا پہنچے) نے شروع کیا۔ اور تاحال اس سنٹر کو چلا رہے ہیں۔

سیکنڈری سکولز

غانا۔ نصرت جہاں آگے بڑھو کے پروگرام کے ماتحت پہلا سیکنڈری سکول اپر ریجن وا کے مقام پر نصرت جہاں گرلز اکیڈمی کے نام سے ستمبر ۱۹۷۱ء میں شروع ہوا۔ ابتدائی رضاکارانہ کام مکرم شکیل احمد صاحب منیر ایم ایس سی اور مکرمہ تحسینہ شکیل نے کیا۔ اور پھر مکرم خلیل الرحمن صاحب فردوسی ایم اے اور ان کی بیگم صاحبہ مسز ناز فردوسی صاحبہ ایم۔ اے نے چارج لیا۔ اور جنوری ۱۹۷۳ء تک کام کیا۔ ان سے جنوری ۱۹۷۳ء میں مکرم محمد عبداللطیف صاحب [illegible] ایم۔ اے اور مسز [illegible] سیف شاہد ایم۔ اے نے چارج لیا اور تاحال اکیڈمی کو چلا رہے ہیں۔

جنوری ۱۹۷۴ء میں مکرم عبدالرفیق صاحب جدران ایم ایس سی بطور سائنس استاد اکیڈمی میں متعین ہوئے اور تاحال تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

۲۔ دوسرا سیکنڈری سکول فومینا اشانٹی میں ستمبر ۱۹۷۰ء میں شروع کیا گیا اور مکرم کمال الدین خان صاحب ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور تاحال اس کو چلا رہے ہیں۔

مئی ۱۹۷۲ء میں مکرم سید ساجد احمد صاحب

ایم ایس سی بطور سائنس استاد سکول میں متعین ہوئے اور تا حال تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔

تیسرا سیکنڈری سکول سلاگا شمالی ریجن میں ستمبر ۱۹۷۱ء میں شروع کیا گیا۔ ابتدائی رضا کارانہ کام مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی نے کیا۔ پھر مکرم محمد اشرف صاحب ایم ایس سی نے چارج لیا اور جنوری ۱۹۷۳ء میں جب چوہدری محمد اشرف صاحب کی تبدیلی احمدیہ سیکنڈری سکول اسوکرے اشانٹی میں کی گئی تو مکرم مبارک احمد صاحب ایم ایس سی بی ایڈ نے اس سکول کا چارج لیا۔ اور مارچ ۱۹۷۴ء میں مکرم مبارک احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ شمیم نصرت ایم اے بی ایڈ اسلامیات کے مضمون کے لئے اس سکول میں متعین کی گئیں۔ اور دونوں میاں بیوی تا حال وہاں فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں۔

۴۔ چوتھا سیکنڈری سکول اسوکرے اشانٹی میں ستمبر ۱۹۷۲ء میں شروع کیا گیا۔ اور مکرم عبد اللہ ناصر صاحب ایم ایس سی نے اس کی نگرانی کی۔ پھر نومبر ۱۹۷۲ء میں اس سکول کا چارج مکرم مبارک احمد صاحب ایم ایس سی بی ایڈ نے لیا اور جب مکرم مبارک احمد صاحب کو جنوری ۱۹۷۳ء میں سلاگا سکول کا چارج لینا پڑا تو مکرم محمد اشرف صاحب کو سلاگا سے اسوکرے تبدیل کر دیا گیا۔ مئی ۱۹۷۴ء میں مکرم رفیع احمد صاحب ایم ایس سی مکرم محمد اشرف صاحب کو ریلیو کرنے کے لئے پہنچے۔ اور مکرم اشرف صاحب کی روانگی کے بعد تا حال ہیڈ ماسٹری کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

۵۔ پانچواں سیکنڈری سکول گوموا پٹسن وسطی ریجن میں ستمبر ۱۹۷۲ء میں شروع کیا گیا اور ابتدا ہی سے مکرم شریف احمد صاحب ایم ایس سی۔ ہیڈ ماسٹری کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

۶۔ چھٹا سیکنڈری سکول اکومنی اساچر وسطی ریجن میں ستمبر ۱۹۷۲ء میں شروع کیا گیا۔ اور آغاز ہی سے مکرم نصیر احمد صاحب ایم ایس سی۔ ہیڈ ماسٹری کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ جنوری ۱۹۷۴ء میں ان کی اہلیہ صاحبہ محترمہ بشریٰ گلزار صاحبہ بی۔ ایس سی بی ایڈ بطور معاون ٹیچر سکول میں متعین ہوئیں تا حال ہر دو نوں اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

ان چھ سیکنڈری سکولز کے اجراء سے قبل جماعت احمدیہ غانا کا ایک سیکنڈری سکول کماسی میں ۱۹۵۰ء سے قائم ہے

نائیجیریا

۱۔ پہلا سیکنڈری سکول فضل عمر احمدیہ سیکنڈری سکول کے نام سے کساؤ میں مارچ ۱۹۷۱ء میں جاری ہوا۔ ابتدائی رضا کارانہ کام مکرم عبد المجید صاحب بھٹی۔ مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب اور مکرم احتشام الٰہی صاحب نے سرانجام دیا ہے۔ پھر مکرم محمد اسمٰعیل صاحب وسیم ایم۔ اے نے پرنسپل کے فرائض سرانجام دینے شروع کئے اور ان کے ساتھ مکرم محمد اشرف صاحب ایم ایس سی۔ مکرم ملک سعید احمد صاحب ایم ایس سی اور محترمہ نعیم خانم صاحبہ ایم ایس سی تدریسی فرائض سرانجام دینے پر مقرر ہوئے۔ اس کا رسمی افتتاح الحاج ابراہیم صاحب سٹیٹ کمشنر آف ایجوکیشن نے ۸/۱/۷۱ کو کیا۔

یہ سکول ۱۹۷۳ء میں حکومت نے قومی تحویل میں لے لیا۔ اور جماعت احمدیہ نے بغیر کسی معاوضہ کے سکول کی بلڈنگ اور دیگر سامان عطیہ کے طور پر حکومت کو ارض بلال کے باشندگان کی تعلیمی خدمات کے لئے مفت دے دیا۔

۲۔ دوسرا سیکنڈری سکول ناصر الدین احمدیہ سیکنڈری سکول کے نام سے منا کے مقام پر جاری کیا گیا۔ مورخہ ۱۷/۳/۷۱ کو باقاعدہ کام شروع کر دیا گیا۔ ۱۷ مارچ سے چھ جولائی تک مکرم احتشام الحق صاحب۔ مکرم شکیل احمد صاحب منیر ایم ایس سی اور ان کی اہلیہ مسز نعیمہ شکیل صاحبہ اس سکول کو رضا کارانہ طور پر چلاتے رہے۔ مورخہ ۶/۷/۷۱ کو مکرم محمد یعقوب خان صاحب ایم۔ اے ایم کام نے اس سکول کا باقاعدہ چارج لیا ہے۔ اور ان کی اہلیہ پروین اختر صاحبہ ایم۔ اے۔ مکرم محمد خالد صاحب گورایہ اور ان کی اہلیہ صاحبہ عائشہ صدیقہ بی۔ اے۔ بی ایڈ تدریسی فرائض پر متعین ہوئے۔ اس سکول کا باقاعدہ افتتاح نائیجیریا کے ایجوکیشن کمشنر صاحب نے ۱۰/۸/۷۱ کو فرمایا۔

یہ سکول بھی پہلے سکول کی طرح حکومت نے قومی تحویل میں لے لیا۔ اور بلڈنگ و سامان سکول حکومت کو پیش کر دیا گیا۔

۳۔ تیسرا سیکنڈری سکول اگبگی کے مقام پر ستمبر ۱۹۷۵ء میں شروع کیا گیا ہے اور اس سکول میں تدریسی فرائض سرانجام دینے کے لئے مکرم عبد القدیر صاحب کوکب ایم ایس سی ریاضی مورخہ ۲۸/۱۱/۷۵ کو پاکستان سے روانہ ہو گئے ہیں اور مکرم آغا طارق احمد صاحب ایم کام عنقریب روانہ ہونے والے ہیں۔

۴۔ چوتھا سیکنڈری سکول اہیشہ کے مقام پر جنوری ۱۹۷۶ء میں انشاء اللہ کھل رہا ہے۔ وزارت تعلیم نے سکول کی منظوری دے دی ہے۔ بلکہ ہمارے پوسٹ گریجوایٹ استاد مکرم عبد الجلیل صاحب صادق ایم۔ اے مکرم صالح محمد صاحب ایم ایس سی اور مکرم عبد الباسط صاحب شاہد ایم۔ اے کی تقرری کی منظوری بھی مل گئی ہے۔ اور عنقریب یہ اساتذہ روانہ ہو جائیں گے انشاء اللہ۔

لائبیریا

اس ملک میں سانوے کے مقام پر ۱۹۷۴ء میں پہلا سیکنڈری سکول نصرت جہاں احمدیہ سکنڈری سکول کے نام سے جاری کیا گیا اور مکرم سردار رفیق احمد صاحب ایم۔اے اس کے پرنسپل مقرر ہوئے اور تاحال فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

سیرالیون

۱۔ "نصرت جہاں لیپ فارورڈ پروگرام" کے ماتحت پہلا سیکنڈری سکول روکوپر میں ۱۰ر اکتوبر ۱۹۷۱ء کو جاری ہوا۔ ۱۴ر دسمبر ۱۹۷۱ء کو سرکاری طور پر اس کا رسمی افتتاح عمل میں آیا۔ جو شمالی صوبہ کے ریذیڈنٹ منسٹر نے کیا۔ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۷۱ء تا ۲۸ر فروری ۱۹۷۲ء مکرم سید منصور احمد صاحب بشیر بی۔ایس سی نے رضاکارانہ طور پر پرنسپل کے فرائض سرانجام دیئے اور اس کے بعد مکرم چوہدری انور احمد صاحب گھمن ایم۔ایس سی نے سکول کا چارج لیا اور تاحال فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے ساتھ مکرم مبشر احمد صاحب بال مکرم مبرور احمد صاحب بھٹی بی۔ایس سی بی ایڈ اور مکرم مبارک احمد صاحب طاہر ایم۔اے تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

۲۔ دوسرا سیکنڈری ۱۰ر ستمبر ۱۹۷۳ء کو منگی کے مقام پر جاری ہوا اور مکرم عطاء الرحیم صاحب حامد نے عارضی طور پر پرنسپل کے فرائض سرانجام دیئے۔ بعد میں مکرم عبد الماجد صاحب پرنسپل مقرر کئے گئے۔ مکرم نذیر احمد صاحب مبشر ایم۔ایس سی مکرم مظفر احمد صاحب ایم۔ایس سی۔ مکرم جمیل احمد صاحب طارق بی۔ایس سی بی ایڈ تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

تیسرا سیکنڈری سکول جو سیرالیون میں پہلا مسلم گرلز سیکنڈری سکول ہے ٹمبوڈو کے مقام پر دس ستمبر ۱۹۷۴ء کو جاری کیا گیا۔ اور مکرم نذیر احمد صاحب مبشر کو عارضی طور پر پرنسپل مقرر کیا گیا۔ اس سکول کے لئے مکرم عبد الشافی صاحب بھٹہ بی۔ایس سی ایم ایڈ اور ان کی اہلیہ محترمہ شمیم بشریٰ صاحبہ بی۔اے۔بی ایڈ کا تقرر ہو چکا ہے اور وہ عنقریب روانہ ہو رہے ہیں۔

۴۔ چوتھا سیکنڈری سکول کبالہ کے مقام پر ستمبر ۱۹۷۵ء میں جاری کیا گیا۔ اور مکرم محمد امین صاحب جیمبی اے عارضی طور پر پرنسپل کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اس سکول کے لئے مکرم محمد عالم خان صاحب نیازی بی۔ایس سی بی ایڈ کا تقرر ہو چکا ہے۔ اور وہ عنقریب روانہ ہونے والے ہیں۔

۵۔ پانچواں سیکنڈری سکول دارو میں ستمبر ۱۹۷۵ء میں "نصرت جہاں سکیم" کے انتظام میں آیا ہے اور مکرم عبد السلام صاحب ظافر ایم۔اے اس کے پرنسپل مقرر کئے گئے ہیں۔

نصرت جہاں سکیم کے ماتحت ان پانچ سکنڈری سکولز کے اجراء سے قبل جماعت احمدیہ سیکنڈری سکولز چلا رہی تھی۔ جو بو۔ فری ٹاون بو آجے بو اور جورو میں تھے۔ اب سیرالیون میں جماعت احمدیہ کے سیکنڈری سکولز کی تعداد نو ہو گئی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اللہ تعالیٰ کے برکت ڈالنے کے نظارے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب اپنی تحریک پر ایک لاکھ پونڈ مغربی افریقہ کے ملکوں کی طبی و تعلیمی خدمات پر خرچ کرنے کے لئے پروگرام جماعت کے سامنے رکھا تو حضور انور نے فرمایا تھا:

"کم سے کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں میں خرچ کرو۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا"

اور اس برکت کے نظارے اس بات سے عیاں ہیں کہ نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام کے ماتحت قائم شدہ ۱۶ ہیلتھ سنٹرز میں سے سات سنٹرز ہسپتالوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک پر نصرت جہاں سکیم کے ہزاروں پونڈ ایسی مستقل عمارتوں کی تعمیر پر خرچ ہو چکے ہیں جن میں آؤٹ ڈور بلاکس کے ضروری کمروں کے علاوہ ان ڈور مریضوں کے لئے وارڈز مع بستر و گدے وغیرہ مہیا ہیں جہاں بعض میں ۲۵ سے ۵۰ مریض داخل ہوتے ہیں۔

اسی برکت کی بدولت سولہ سیکنڈری سکولوں میں سے دس سیکنڈری سکول نصرت جہاں سکیم کی تعمیر کردہ عمارتوں میں جاری ہیں اور بعض کے ساتھ بورڈنگ کی عمارتیں بھی تعمیر کی جا چکی ہیں اور بقیہ کی زیر تعمیر یا جلد تعمیر ہونے والی ہیں۔ پھر اسی برکت کے نتیجہ میں جہاں لاکھوں مریض شفا پا چکے ہیں۔ وہاں ارضِ بلال کے ہزاروں بچے زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ اور سینکڑوں اساتذہ پاکستانی اور افریقی تلاش روزگار سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین

جماعت احمدیہ کی گراں قدر تعلیمی و طبی خدمات کا اعتراف

"نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام" کے ماتحت ہونے والی تعلیمی و طبی خدمات کا اعتراف مغربی ممالک کی بیسیوں مقتدر ہستیوں نے متعدد مرتبہ کیا۔ ان میں سے چند آراء پیش کی جاتی ہیں

صدر جمہوریہ سیرالیون ڈاکٹر سائیکا پی سٹیونسن نے دو ستمبر ۱۹۷۱ء کو احمدیہ سیکنڈری سکول بو کے معائنہ کے وقت کی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"میں سب سے پہلے جماعت احمدیہ کا جو یہ کام تعلیم کے میدان میں کر رہی ہے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب اس جماعت نے تعلیم کے ساتھ طبی میدان میں بھی ہماری مدد کرنی شروع کی ہے۔ میں ان تمام گراں قدر

خدمات کے لئے جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

ریذیڈنٹ منسٹر شمالی صوبہ سیرالیون مسٹر بنگالی مانسرے نے احمدیہ ہسپتال روکوپر اور احمدیہ سیکنڈری سکول روکوپر کے افتتاح کے موقعہ پر فرمایا:۔

"اتنے تھوڑے عرصہ میں جماعت احمدیہ کی تعلیمی اور طبی خدمات اس امر کا واضح ثبوت ہیں۔ کہ اسلام کی فتح قریب ہے۔"

(دی نیشن ۲/۱/۷۱ء)

ریجنل کمشنر سنٹرل ریجن غانا کمانڈر جے کے آنٹی ڈوسے نے مورخہ ۲۵ء کو ہسپتال اگونہ کی نئی عمارت کے افتتاح سے قبل اس تقریب کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں گورنمنٹ کی طرف سے جماعت احمدیہ غانا کی دور اندیشی عزم و ہمت اور کامیابی پر جو اس ہسپتال کی تعمیر سے ظاہر ہے۔ شکریہ ادا کرتا ہوں...... حکومت غانا جماعت احمدیہ کے اس کردار پر نہایت خوش ہے جو یہ ملک میں تعلیمی اور طبی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ادا کر رہی ہے جماعت احمدیہ کی غانا میں سرگرمیاں دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ملک بھر میں جابجا پھیلے ہوئے احمدیہ سکول اور ہسپتال اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ یہ جماعت ہمارے اس ملک کی تعمیر نو میں کس قدر حصہ لے رہی ہے اگونہ سویڈرو کا یہ ہسپتال جس کے باضابطہ افتتاح کے لئے آج ہم سب یہاں جمع ہیں۔ اس ملک میں جماعت احمدیہ کی کامیابیوں اور پیش قدمیوں میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔"

(دی گائیڈنس جون ۱۹۷۲ء)

کمشنر برائے وزارت تعلیم غانا کرنل پی کے انجگبے نے جماعت احمدیہ غانا کی ۴۷ ویں سالانہ کانفرنس منعقدہ سالٹ پانڈ میں صدر مملکت کرنل آئی کے اچیمپانگ کے خاص نمائندے کی حیثیت سے شرکت کرتے ہوئے مورخہ ۵ جنوری ۱۹۷۳ء کو کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"غانا کی قومی کونسل (صدر اور وزراء) بہت شکرگزار ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک لمبے عرصہ سے ملک کی اقتصادی اور معاشرتی ترقی کے لئے مفید کام کر رہی ہے۔ جماعت احمدیہ ملک کے عوام کی طبی و تعلیمی اور روحانی میدان میں جو شاندار خدمات بجالا رہی ہے۔ ان سے لوگ متاثر ہیں اور وہ شکریہ کے لائق ہیں۔"

(دی گائیڈنس فروری ۱۹۷۳ء)

کمشنر برائے تعلیم شمالی مغربی سٹیٹ نائیجیریا الحاج ابراہیم گوساؤ نے فضل عمر احمدیہ سیکنڈری سکول گساؤ کے افتتاح کی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک مسلم تنظیم اس امر کے لئے آگے بڑھ رہی ہے کہ وہ ملک کی تعلیمی ترقی کے پروگرام میں حصہ لے۔"

(نیو نائیجیرین ۲۶/۱/۷۱ء)

کمشنر برائے صحت بینو پلیٹو سٹیٹ نائیجیریا مسٹر انجی شہاما نے احمدیہ کلینک بورد کا افتتاح کرتے ہوئے مورخہ ۵ فروری ۱۹۷۳ء کو فرمایا۔

"ہمیں جماعت احمدیہ کا بہت شکرگزار ہونا چاہیئے جنہوں نے ہماری ضروریات کا احساس کرتے ہوئے ہمیں اس دور دراز علاقہ میں ایک کلینک مہیا کی ہے۔ ہماری سوسائٹی کو اس قسم کی تنظیموں کی بہت ضرورت ہے جو کہ انسانیت کی قدروں کو ملحوظ رکھتے ہوئے رفاہی خدمات کے لئے پیش پیش ہوں۔ سو اس لحاظ سے بھی جماعت احمدیہ کا مقام ہمارے دلوں میں باعث عزت و احترام رہے گا۔"

وزیر صحت، تعلیم اور سماجی بہبود گیمبیا الحاج گارباجے جمابب ۱۹۷۱ء میں ماریشس دورہ پر گئے تو جماعت احمدیہ ماریشس نے ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ اس تقریب میں تقریر کرتے ہوئے وزیر صحت نے فرمایا۔

"میں اس امر کا اظہار کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی گیمبیا میں تشریف آوری ہمارے لئے بہت سودمند ثابت ہوئی۔ یہ آپ کی وہاں تشریف آوری کا ہی ایک ثمرہ ہے کہ ہم خدمت خلق کے میدان میں جماعت احمدیہ کی عظیم رفاہی سرگرمیوں سے متمتع ہو رہے ہیں۔ نہ صرف کوڑ میں۔ بلکہ سالکین گنجور۔ کونتالہ اور باتھرسٹ میں بھی احمدی ڈاکٹرز طبی خدمات بجالانے میں مصروف ہیں۔ باتھرسٹ میں ان کا ہسپتال میری رہائش گاہ سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ مزید براں ایک نئی کلینک کھولنے کی بھی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اور ایک ماہر امراض چشم کی خدمات بھی حاصل کی جا رہی ہیں (یہ نئی کلینک کھل چکا ہوا ہے۔ جو ہر قسم کے ساز و سامان سے آراستہ ہے ناقل)

یہ سب وہ برکات ہیں جن کے ہم احمدی مسلمانوں کے جذبہ رواداری عزم و استقلال اور ان کے قائدین کی نوازشات کی بدولت مورد ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی ان طبی خدمات پر جن غرباء، متوسط طبقہ کے لوگ اور امراء سب مستفید ہو رہے ہیں ہم ہمیشہ شکرگزار رہیں گے۔ ہزاروں پونڈ کی رقوم جماعت احمدیہ کی طرف سے اس ملک میں خرچ کی جائیں گی اگر دیکھا جائے تو یہی حقیقی اسلام ہے۔"

جماعت احمدیہ

"اپنوں اور غیروں کی نظر میں"

(از مکرم مرزا امیر احمد صاحب ربوہ)

اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل عرب کے ریگستانوں سے نکل کر چاردانگ عالم میں اپنے جھنڈے گاڑ دیئے تھے۔ مگر پھر ایک زمانہ ایسا بھی آیا جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق سب کا یہ خیال ہو گیا کہ اب اسلام صرف چند دن کا مہمان ہے۔

عیسائیوں کے مشہور پادری عماد الدین کے مندرجہ ذیل دو اقتباسات اسلام کی اس ناگفتہ بہ حالت کا نقشہ کھینچتے ہیں

"ہمارے دشمن ہندو، مسلمان، دیانندی اور دوسرے مذاہب والے خواہ کتنی ہی مخالفت کریں اور خواہ کتنا ہی زور لگائیں عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ جب ڈھونڈنے سے بھی ان کا پتہ نہ ملے گا۔"

(The Conversion of India

بحوالہ ماہنامہ انصار اللہ ستمبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۲)

"بہت جلد [illegible] الحقیقت ختم ہو چکی ہے۔ اور وہ بھی کامیابی کے ساتھ خدا کے فضل سے عیسائیوں کو اس مقابلے میں مکمل فتح حاصل ہو چکی ہے جبکہ ہمارے مخالفین بُری طرح شکست کھا چکے ہیں۔ اور ان کے دلائل کی نامعقولیت اور کھوکھلا پن واضح طور پر ظاہر ہو چکا ہے..... اب اسلام کے ساتھ مقابلہ کی خاطر مزید کتابیں تیار کرنے میں اپنا وقت خرچ کرنا بے فائدہ ہے ایک پچھڑے ہوئے دشمن کے جسم کو روندنے سے بھلا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔"

(Crusaders of the Twentieth Century

از ریورنڈ ڈبلیو۔ اے ولس صفحہ ۵)

یہ تو خیالات تھے ایک مخالف اسلام کے مسلمانوں کا اپنا حال یہ تھا کہ وہ خود اسلام کی حالت اور اس کے مستقبل کے بارے میں فکر مند تھے۔ مثال کے طور پر چند دردمندوں کی پکار ملاحظہ ہو۔

نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی اپنے دلی درد اور دکھ کا حال کچھ اس طرح کرتے ہیں۔

"اب اسلام کا صرف نام، قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں۔ لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں۔ علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں۔ انہیں سے فتنے نکلتے ہیں انہیں کے اندر پھر کر جاتے ہیں۔"

(اقتراب الساعة صفحہ ۱۲)

یہی درد جب علامہ محمد اقبال کے دل سے بھی اٹھا تو اس نے ان اشعار کا روپ دھار لیا ؎

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

مولانا الطاف حسین حالی امت محمدیہ کی زبوں حالی دیکھ کر بارگاہ رسالت مآب میں یوں فریاد اور مناجات کرتے ہیں ؎

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دستگیری کی اور اپنے وعدہ کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم روحانی فرزند کو مبعوث کیا جس کے ذریعہ آخری زمانے میں غلبۂ اسلام مقدر تھا۔ اس نے آکر دنیا میں یہ اعلان کیا۔

"اے دانشمندو! اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی۔ اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام و اشاعت نور حضرت خیرالانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ ..... سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین بڑھانے کا وقت ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے..... اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو۔ اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں۔ وہ وقت تم نے پالیا..... میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔"

(فتح اسلام) اس تنہا آواز میں جو خدا تعالیٰ کے ارادہ سے بلند ہوئی۔ کچھ ایسا جوش۔ ایسا اثر اور ایسی کشش تھی کہ سعید روحیں جوق در جوق اس کے گرد جمع ہونی شروع ہوئیں مخالفت کے طوفان اٹھے مگر پاکباز انسانوں کا یہ گروہ روز بروز بڑھتا چلا گیا۔ اور اس گروہ نے اسلام کے دفاع میں اور اس کی شان و شوکت کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے وہ خدمات انجام دیں اور وہ قربانیاں دیں کہ اپنے تو کیا بیگانے بھی یہ پکار اٹھے کہ اگر اسلام کی سچی خادم کوئی جماعت اس وقت ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔

ذیل میں نمونہ کے طور پر کچھ آراء درج کی جاتی ہیں۔

• شاعر مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال نے ۱۹۱۰ء میں ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ میں ایک لیکچر دیا۔ اس میں آپ نے جماعت احمدیہ سے متعلق اپنی رائے کا یوں اظہار کر دیا۔

"میری رائے میں قومی سیرت کا وہ اسلوب جس کا سایہ عالمگیر کی ذات نے ڈالا ہے ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ ہے۔ اور ہماری تعلیم کا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ اس نمونہ کو ترقی دی جائے اور مسلمان ہر وقت اسے پیش نظر رکھیں۔..... ہندوستان میں مسلمانوں کی عمرانی رفتار کو بہ نگاہ غور دیکھنے سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ جو قوم کے اخلاقی حجریہ کے مختلف خطوط کا نقطہ اتصال ہے۔ پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

(ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر صفحہ ۱۸)

مولانا عبد اللہ العمادی ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر اپنے تاثرات یوں بیان فرماتے ہیں

"ہر چند پادریوں نے اسلام کی مخالفت میں لٹریچر کا ہمالیہ بنا کے کھڑا کر دیا ہے۔ مگر کاغذ کے تودوں کے لئے چند شرارے کافی ہیں...... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون ہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے۔ قائم رہے گا۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہری کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔"

(تاثرات قادیان صفحہ ۱۲۳ و صفحہ ۱۲۴)

امرتسر کے ایک صحافی مسٹر محمد اسلم نے قادیان کی سیر کرنے کے بعد اپنے تاثرات کا یوں اظہار کیا

"عام طور پر قادیان کے احمدی جماعت کے افراد کو دیکھا گیا تو انفرادی طور پر ہر ایک کو توحید کے نشے میں سرشار پایا اور قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں میں نے قادیان میں دیکھی کہیں نہیں دیکھی.... غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا۔

جو کچھ میں نے احمدی قادیان میں جا کر دیکھا۔ وہ خالص اور بے ریا توحید پرستی تھی۔ اور جس طرف نظر اٹھتی تھی قرآن ہی قرآن نظر آتا تھا۔ غرض قادیان کی احمدی جماعت کو عملی صورت میں اپنے اس دعوے میں کہیں بڑی حد تک سچا ہی سچا پایا۔ کہ وہ دنیا میں اسلام کو پُر امن صلح کے طریقوں سے تبلیغ و اشاعت کے ذریعہ ترقی دینے کے اہل ہیں۔ اور وہ ایسی جماعت ہے جو دنیا میں عموماً قرآن مجید کے خالصۃً للہ پیرو اور اسلام کی فدائی ہے۔

آخر میں میں ناظرین کی خدمت میں یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ... گو اس جماعت کا بانی اپنے ذاتی دعوے میں حق بجانب تھا یا نہیں۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ مگر عالمگیر اسلامی اصولوں کی بنا پر اس نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔ اور اسلام کی خدمت کو عملی طور پر کام کرنے والے زبردست کشش کی بنیاد دنیا میں ڈال گیا ہے۔"

(بدر ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء)

مولوی عبد المجید صاحب قرشی ایڈیٹر اخبار تنظیم امرتسر نے جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے کہ

"آج سے چند روز پہلے احمدیہ جماعت مذہبی جلسوں میں دل لگی اور [illegible]

تفوق سے زیادہ اہم نہ تھی۔ لیکن اس وقت وہ ایک عظیم الشان امت ہے۔ اگرچہ اس کے افراد کی تعداد کم ہے۔ لیکن اس کے عمل و ایثار کی مقدار بہت زیادہ ہے۔ جو کام پراگندہ حال مسلمانوں کے کروڑوں افراد نہیں کر سکتے۔ اس پر یہ منظم جماعت بسہولت قادر ہے۔ ہم سلسلہ احمدیہ کے کمزور پہلوؤں سے ناواقف نہیں۔ لیکن اس کے محاسن پر بھی اب بالکل پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔ مذہبی میدان میں جس قدر مسلمان جماعتیں احمدیوں کے مقابل آئیں۔ ان کے پاس الفاظ منطقی دلائل اور فرسودہ خیالات کے سوا کوئی ہتھیار موجود نہ تھا۔ اور رہ گیا یہ دنیا ہی ہے۔ یہاں جب کبھی عقائد اور اعمال کا مقابلہ ہوا ہے۔ میدان ہمیشہ اعمال کے نام پر فتح ہوتے رہے ہیں۔ احمدیہ جماعت کی کامیابی اس کے عقائد کی صداقت کی وجہ سے نہیں بلکہ اعمال کی صداقت کی وجہ سے ہے۔ اس وقت ہندوستان میں صرف مسیحی نظام کو احمدیہ نظام تبلیغ کے بالمقابل کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جہاں تک ولولہ و جوش اور ایثار و فدائیت اور اطاعت و تنظیم کا تعلق ہے۔ ہندوستانی عیسائیوں کی جماعت احمدیہ جماعت کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی

قادیانی جماعت کا نظام ایک مضبوط سے مضبوط گورنمنٹ نظام کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور اس کے ہر شعبے میں اسی قدر باقاعدگی۔ ضابطہ داری اور اصول پرستی موجود ہے۔ جس قدر کسی منظم گورنمنٹ کے مختلف محکموں میں ہوا کرتی ہے۔"

(اخبار تنظیم امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۹)

اس مضمون کے شروع میں ہی پادری عماد الدین کا ایک اقتباس پیش کیا گیا ہے جس میں اس نے بڑے فخر سے یہ اعلان کیا تھا کہ اب اسلام کچھ دنوں کا مہمان ہے۔ مگر جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے آثار دیکھنے کے بعد اسی پادری عماد الدین کے ایک ہم مذہب پادری ایچ کریمر امریکن مشنری کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ

"جماعت احمدیہ مسلمانوں کی ایک ایسی ہی جماعت ہے جیسی کہ ہندوؤں میں آریہ سماجی ان دونوں کا عیسائیت سے خاص تعلق ہے۔ کیونکہ یہ دونوں جماعتیں ہندوستان میں توسیع عیسائیت کے خلاف جارحانہ کاروائیاں کر رہی ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں پر عام طور پر مایوسی کا عالم طاری ہے۔ برخلاف اس کے جماعت احمدیہ میں نئی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ ..... اس لحاظ سے یہ جماعت فی زمانہ مسلمانوں کی نہایت عجیب جماعت ہے اور مسلمانوں میں صرف یہی ایک جماعت ہے۔ جس کا واحد مقصد صرف تبلیغ اسلام ہے اگرچہ ان کے طرز تبلیغ میں کسی قدر سختی پائی جاتی ہے۔ تاہم ان لوگوں میں قربانی کی روح اور تبلیغ اسلام کا جوش اور اسلام کے لئے سچی محبت کا جوش دیکھ کر بے تحاشہ آفرین نکلتی ہے ..... اس جماعت کا اثر اس کے اعداد و شمار سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ مذہب میں ان کا طرز استدلال بہت سے تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اختیار کر لیا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں میں رہتے ہوئے احمدیوں کا علم کلام ماننا پڑتا ہے۔"

(مسلم ورلڈ اپریل ۱۹۳۱ء)

مجلس احرار کے ایک لیڈر چوہدری افضل حق صاحب نے کہا۔

"سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں دینی مکاتب ہندوستان میں جاری ہیں۔ مگر احمدیوں کی مخالفت کی آڑ میں احرار نے خوب ہاتھ رنگے۔ احمدیوں کی مخالفت کا احرار نے محض جلب زر کے لئے ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ قادیانیت کے آڑ میں غریب مسلمانوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی ہڑپ کر رہے ہیں۔

کوئی ان احرار سے پوچھے بھلے مانسو تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا ہے کوئی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے کیا بھولے سے بھی تم نے تبلیغ اسلام کی۔ احرار یو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے۔ قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے۔ تم میں سے ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ تم خود کچھ نہیں جانتے لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے ساتھ ایک ایسی جماعت ہے۔ جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے۔ گالیاں بدزبانی۔ تف ہے تمہاری غداری پر۔

مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ایک ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔"

(ایک خوفناک سازش $\frac{195}{196}$)

ایڈیٹر صاحب اخبار کشمیری نے لکھا۔

"احمدیہ جماعت میں ہزار عیب سہی وہ مذہب کی رو سے سنگساری کے لائق

سبھی۔ مسئلہ حیات مسیح اور بعض دیگر عقائد کے تسلیم کرنے کی وجہ سے مرتد اور کافر بھی

لیکن جو تڑپ اور اولوالعزمی اور مذہبی جوش اور سرگرمی ان کے افراد میں موجود ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی ہم تکفیر بازوں میں نہیں۔ امریکہ، افریقہ، یورپ کے ممالک میں اگر کوئی مسلمان تبلیغ کے لئے جاتا ہے تو یہی احمدی۔ اگر جرمنی یا لنڈن میں کوئی مسجد تعمیر کرتا ہے تو یہی مرتد لوگ۔ اگر فتنہ ارتداد کے لئے مبلغوں کے باقاعدہ بھیجنے کا انتظام سب سے پہلے کوئی کرتا ہے تو یہی جماعت۔ اگر لنڈن کی کانفرنس مذاہب میں اسلام پر کوئی لیکچر دیتا ہے تو یہی لوگ۔"

(اخبار کشمیری ۲۸ نومبر ۱۹۳۴ء)

اسلام کے شدید دشمن آریہ سماجی اخبار "تیج" نے لکھا۔

"میرے خیال میں تمام دنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ ٹھوس مؤثر اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والی طاقت احمدیہ جماعت ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم سب سے زیادہ اسکی طرف سے غافل ہیں۔ اور آج تک ہم نے اس خوفناک طاقت کے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر کی ہے تو فی الحال ہم اسے سمجھ نہیں سکے۔ اگر ہم نے اس کی طرف کبھی دیکھا بھی تو ہماری نگاہیں اس کے بیرونی خط و خال دیکھ کر پلٹ آئیں۔ اور اس کے اندرونی حالات ابھی تک ہمارے لئے ایک بھید اور سر مخفی ہیں۔ بلامبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے۔ جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا لیکن اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو کسی وقت موقعہ پاکر ہمیں بالکل جھلس دے گی۔"

(اخبار تیج دہلی ۲۵ جولائی ۱۹۲۷ء)

حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر رسالہ المنیر (حالی المنبر) لائل پور جو جماعت احمدیہ کے شدید مخالفین میں سے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی کامیابیوں اور جماعت کے مخالفین کی ناکامیوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے۔ کہ قادیانی جماعت پہلے زیادہ مستحکم اور وسیع ہو گئی ہے ... ہم ... اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے۔ تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم تر ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۵۶-۱۹۵۵ء کا بجٹ ۲۵ لاکھ روپیہ کا ہو۔"

(ہفت روزہ المنیر لائل پور ۲۳ فروری ۱۹۵۶ء)

اسی طرح ایک اور موقعہ پر جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

"غیر مسلم ممالک میں قرآنی تراجم اور اسلامی تبلیغ کا کام صرف اس اصول نفع رسانی کی وجہ سے قادیانیت کی بقا اور وجود کا باعث ہی نہیں ہے۔ ظاہری حیثیت سے بھی اس کی وجہ سے قادیانیوں کی ساکھ قائم ہے۔ ایک عبرت انگیز واقعہ خود ہمارے سامنے وقوع پذیر ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں جب جسٹس منیر انکوائری کی رپورٹ پر قلم اور اسلامی مسائل سے دل بہلا رہے تھے۔ اور تمام جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں۔ قادیانی عین انہی دنوں میں ڈچ اور بعض دوسری غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ قرآن کریم مکمل کر چکے تھے۔ انہوں نے انڈونیشیا کے صدر حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد اور جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کئے۔ ..... گویا وہ زبان حال و قال سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ہیں وہ غیر مسلم اور خارج از ملت اسلامیہ جماعت جو اس وقت جبکہ ہمیں آپ لوگ کافر قرار دینے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ ہم غیر مسلموں کے سامنے قرآن انہی کی مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں۔ خود فرمایئے ان لوگوں کا تاثر کیا ہوگا؟ اور قادیانیوں کا یہ کام ان کی زندگی میں کس حد تک ممد و معاون ہے۔"

(ہفت روزہ المنیر لائل پور ۲ مارچ ۱۹۵۶ء)

ان تمام اقتباسات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جماعت احمدیہ کے اشد ترین مخالفین بھی جماعت کی شاندار خدمات اسلامیہ کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جماعت کا قیام اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور اسی کے ارادہ سے ہوا ہے۔ اس لئے اس کا بڑھنا اور ترقی کرنا اور اس کے ذریعہ سے غلبۂ اسلام اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی تقدیر ہے جس نے بہرحال پورا ہو کر رہنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان کو بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دیگا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ اور وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ ... میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴، ۶۵)

غلبۂ اسلام کا عظیم جہاد (بقیہ صفحہ ۱۱)

ناصر دین حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا عہد اسلام کے لئے خاص فتوحات کا عہد ہے۔ جماعت نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور ایک لمبی تربیت کے نتیجہ میں قربانی کے تمام گذشتہ ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ اس خلافت کے آغاز میں غلبۂ اسلام کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان فرمایا اور جماعت نے توقعات سے بڑھ کر قربانی کا نمونہ دکھایا۔ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے حضور کو القاء فرمایا کہ مغربی افریقہ کے لوگوں کی مدد کی جائے تو حضور نے "مجلس نصرت جہاں" کا آغاز فرمایا اور "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کا قیام عمل میں لایا گیا اس میں بھی جماعت نے دل کھول کر رقوم ادا کیں۔ یہ ساری رقوم غلبۂ اسلام کے جہاد عظیم میں صرف ہو رہی ہیں۔ اسلامی تمدن کے قیام کے لئے سکول کھل رہے ہیں۔ ہمدردی خلائق کے لئے ہسپتال بن رہے ہیں اور اس طرح اسلام اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز افزوں ترقی کی منازل طے کر رہا ہے اب حضور نے احمدیت کی دوسری صدی کے استقبال کے لئے اور درحقیقت اس دوسری صدی جو کہ غلبۂ اسلام کی صدی ہے کی آمد کی تیاری کے لئے احمدیہ صد سالہ جوبلی فنڈ قائم فرمایا ہے اس سلسلہ میں حضور نے بارہا بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ اگلی صدی جو غلبۂ اسلام کی صدی ہے اس کی آمد سے قبل بہت سا کام کرنے والا ہے۔ بہت سی مساجد تعمیر ہونے والی ہیں بہت سے مشن ہاؤس بننے والے ہیں بہت سے مبلغ تیار ہونے والے ہیں اور بہت سا لٹریچر طبع ہونے والا ہے۔ یہ سب کچھ ہم کو اس لئے کرنا ہے کہ غلبۂ اسلام کی صدی ہمیں شایان شان پائے اور ہم اس صدی کے استقبال کے لئے پوری طرح تیار ہوں اس صدی میں موجودہ قربانیوں سے بڑھ کر قربانیاں دینی پڑیں گی لیکن وہ قربانیاں ہم دے اسی صورت میں سکیں گے کہ موجودہ وقت میں جن قربانیوں کی ضرورت ہے وہ بشاشت کے ساتھ دیں۔

حال ہی میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سویڈن میں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا ہے آج سے ایک سال گذرنے کے بعد انشاء اللہ ناروے میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا اور پھر یورپ کے بعض دوسرے ممالک میں بھی مساجد تعمیر ہوں گی۔ لٹریچر کی تیاری کے لئے پریس لگ رہے ہیں۔ مزید مبلغین تیار کئے جا رہے ہیں۔ یہ امر خاص طور پر خوشی کا باعث ہے کہ اس سارے جہاد عظیم میں ہر براعظم کے لوگ خوش دلی کے ساتھ حصہ لے رہے ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کر رہے ہیں۔

غلبۂ اسلام کے جس جہاد عظیم کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روز روشن کی طرح واضح پیشگوئیوں کے مطابق فرمایا تھا وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری ہے اور جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اس جہاد کی کامیابی یقینی ہے وہ دن دور نہیں جب ساری دنیا حلقہ بگوش اسلام ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے گی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرتی ہوئی اپنی زندگی کا حقیقی مقصد پائے گی۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین۔

بقیہ صفحہ ۲۱

کر دیا تھا۔

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ جب وہ انسان کے لئے برکات اور رحمتوں کے سامان پیدا کرتا ہے۔ اور انسان کی عاجز قربانیوں کو قبول کرتا ہے تو وہ لوگ جو زمین کی پستیوں کی طرف جھکنے والے اور آسمانی رفعتوں سے بے خبر ہیں وہ حسد کی آگ بھڑکاتے ہیں اور حسد کی یہ آگ ایک عقلمند مومن مسلم کے لئے یہ دلیل مہیا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قربانیوں کو قبول کیا۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ ⅟۲)

ساتھ ہی آپ نے نفلی عبادتوں کی طرف بھی توجہ دلادی جن پر مخلصین کاربند ہیں۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ۔ روزانہ دو نوافل (علاوہ تہجد) اور روزانہ بعض دعاؤں کا ورد جاری ہے۔ انہیں پوری باقاعدگی کے ساتھ جاری رکھیں۔

ہم نے حسد کی آگ سے بھڑکتے ہوئے شعلے بھی دیکھے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہم نے اپنے دلوں پر سکینت نازل ہوتے بھی دیکھی۔ اور پھر خدا تعالیٰ کے تصرفات کا نظارہ بھی کیا۔

جوبلی منصوبہ کے پروگرام شروع ہو چکے ہیں۔ سویڈن میں گوٹن برگ کے مقام پر نصرت ناصر مسجد کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک ہاتھوں سے رکھا جانا اسی پروگرام کا حصہ ہے۔ انشاء اللہ العزیز ۱۹۷۶ء میں مسجد مکمل ہو جائیگی اور ناروے والوں کو بھی حضور حکم دے آئے ہیں کہ اوسلو کے مقام پر مسجد کے لئے فوراً زمین حاصل کریں تاکہ اگلے سال جب حضور گوٹن برگ کی مسجد کے افتتاح کے لئے تشریف لے جائیں تو اوسلو کی مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھیں۔ وما توفیقنا الا باللہ۔ اللھم زد فزد۔ خدا تعالیٰ نے شیریں پھل بھی دینے شروع کر دیئے ہیں۔ مسجد کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر حضور سویڈن تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں ۲۱ یوگوسلاویہ کی رہنے والی سعید روحوں کو حق کے قبول کرنے کی توفیق دی۔ اور انہوں نے بیعت کرلی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نہ صرف مالی قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے ہمیں نفلی عبادتوں کی توفیق بھی دیتا چلا جائے۔ اور پھر انہیں پایۂ قبولیت تک پہنچائے۔ آمین یا رب العالمین

احمدیہ عقائد کی بنیاد

توحید باری تعالیٰ اور عظمت نبوی

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری

جماعت احمدیہ کا قیام

جماعت احمدیہ خدا کے فرستادہ کی قائم کردہ جماعت ہے یہ جماعت باذن الٰہی اس وقت قائم ہوئی جب غیر مسلم اسلام پر حملہ آور تھے اور مسلمانوں کی عملی حالت ابتر ہو چکی تھی مسلمان نام کے مسلمان تھے ان کے عقائد میں خرابی پیدا ہو چکی اور ان کے اعمال بھی بگڑ چکے تھے مسلمانوں کی اسی زبوں حالی نے دشمنانِ اسلام کو جرأت دلائی تھی اور پوری شدت سے اسلام پر حملہ کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (الحجر ع ۱) کے تحت اسلام کے دفاع اور اس کی اشاعت کے لئے اپنی طرف سے ایک مستحکم نظام قائم فرمایا جس طرح یہود کی ابتر حالت کے وقت ان کی اصلاح اور تورات کی تعلیم کو تازہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح بنا کر بھیجا تھا اسی طرح آیت استخلاف کے مطابق چودھویں صدی ہجری اسلامی میں مسلمانوں کی اصلاح اور اسلام کی اشاعت کے نصب العین کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام مسیح محمدی کو مبعوث فرمایا اور جماعت احمدیہ کو قائم کیا

احمدیہ عقائد کی دو بنیادیں

جماعت احمدیہ اپنے عقائد اور اپنے اعمال کے لحاظ سے ایک ممتاز مسلمان جماعت ہے اس کی نیکی انکی دینداری انکی قربانی و ایثار اور انکا جذبۂ اشاعتِ اسلام مسلّم ہو چکا ہے دشمن سے دشمن بھی اس کا معترف ہے جہانتک جماعت احمدیہ کے عقائد کا سوال ہے وہ بدیہی طور پر دو بنیادوں پر قائم ہیں۔ احمدیوں کے عقائد کی پہلی بنیاد توحید الٰہی ہے اور دوسری بنیاد حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے۔ ہر وہ عقیدہ جس سے توحید الٰہی میں کمزوری یا رخنہ پیدا ہوتا ہے جماعت احمدیہ اس سے بری اور بیزار ہے۔ پھر ہر وہ عقیدہ جس سے عظمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق آتا ہو وہ احمدیوں کا عقیدہ نہیں۔ عقائد کی صحت کا معیار تو قرآن کریم پر ہے جو عقیدہ قرآن مجید سے ثابت ہو وہ صحیح عقیدہ ہے اور جو عقیدہ قرآن پاک کے برخلاف ہو وہ یقیناً غلط ہے۔ اس معیار کی روشنی میں احمدیوں کے عقائد کو اگر پرکھا جائے تو وہ سب سچے، صحیح اور کھرے اسلامی عقائد ثابت ہوں گے۔ اے کاش! کہ لوگ خدا ترسی سے کام لیکر قرآنی معیار کے مطابق عقائد اختیار کریں اور مختلف فرقوں کے عقائد کو قرآن مجید کی روشنی میں پرکھیں۔ ابھی لوگوں کی اس طرف توجہ نہیں ہے مگر وہ وقت جلد آنیوالا ہے جب اس معیار پر عقائد کو پرکھا جائے گا اور اس وقت احمدیہ عقائد کی برتری اور فضیلت کو سب تسلیم کرنے پر مجبور ہونگے

ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ احمدیہ عقائد کی بنیاد توحید الٰہی اور عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے آیئے اس دعوے کا اختصار سے جائزہ لیں۔

توحید الٰہی

پہلا عقیدہ اللہ کی وحدانیت کا ہے منہ سے سب مسلمان کہتے ہیں کہ ہم خدا کو واحد و یگانہ مانتے ہیں لیکن بہت سے ہیں جو قبروں کو سجدہ کرتے ہیں پیروں سے حاجت روائی کے لئے دعائیں مانگتے ہیں قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں ایک نبی حضرت مسیح علیہ السلام کو مُردوں کا زندہ کرنے والا اور پرندوں کا پیدا کرنے والا یقین کرتے ہیں نیز اسے بغیر کھانے پینے کے دو ہزار برس سے آسمانوں پر جسم خاکی کے ساتھ مانتے ہیں۔

خدارا ذرا غور فرمائیں کہ کیا حقیقت منکشف ہو جانے کے باوجود ان عقائد و اعمال کے اختیار کرنے والے سچ مچ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے عقیدہ کے دعا میں سنجیدہ ہیں؟ احمدی لوگ نہ قبروں کو پوجتے ہیں نہ انسانوں کو سجدہ کرتے ہیں نہ اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا مانتے ہیں۔ احمدی سب نبیوں کو اسی طرح فوت شدہ مانتے ہیں جس طرح وہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قائل ہیں احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی فوت شدہ یقین کرتے ہیں احمدیوں کے نزدیک قبر پرستی بھی شرک ہے اور اتمام حجت کے باوجود حضرت مسیح کو بجسدہ العنصری آسمانوں پر زندہ ماننا بھی شرک سے کم نہیں ہے یقیناً مسیح کو محی الاموات اور خالق الطیور ماننے سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا عقیدہ سخت مجروح ہو جاتا ہے پس خالص توحید کے عقیدہ کے لئے مسیح کی طبعی موت کا عقیدہ بھی ضروری ہے اور یہ احمدیوں کا ایک امتیازی عقیدہ ہے۔

عام مسلمانوں کے عقیدۂ حیاتِ مسیح کو عظمت نبوی کی رو سے دیکھا جائے۔ تب بھی اس کا غلط ہونا واضح ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سب سے پیارے اور سب سے بڑے رسول ہیں ایک طرف تو یہ مانا جائے کہ آپ کو غار میں چھپنا پڑا۔ جنگ میں آپ کے دو دانت شہید ہوئے اور آپ بے ہوش ہو کر گر گئے پھر ۶۳ سال کی عمر پا کر فوت ہو گئے اور اس زمین پر دفن ہوئے اور آپ نے اب دوبارہ دنیا میں نہیں آنا۔ اور دوسری طرف یہ عقیدہ رکھا جائے کہ حضرت عیسےٰ کو جب یہود نے اذیت پہنچانے کا منصوبہ بنایا تو ۳۳ سال کی عمر میں ہی اللہ تعالےٰ ان کو چھت پھاڑ کر آسمان پر اٹھا کر لے گیا اور انہیں ہوا تک بھی نہ لگنے دیا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام آج تک دو ہزار برس سے بغیر کھانے پینے کے اسی جوانی کے عالم میں زندہ ہیں ابھی تک فوت نہیں ہوئے اور کسی زمانہ میں دوبارہ دنیا میں آئینگے اور ان کے ذریعہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائیگا

قارئین کرام خدارا غور کریں کہ اس صورت حال میں حضرت مسیح کو زندہ ماننے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو کتنا دھچکا لگتا ہے یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ قرآن مجید سے ثابت شدہ عقیدہ وفات مسیح پر اصرار کر رہی ہے کیونکہ اس کے بالمقابل حیات مسیح کو مان کر توحید باری تعالےٰ اور عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو بنیادیں قائم نہیں رہتیں۔

جماعت احمدیہ کے تین اور امتیازی عقیدے

جماعت احمدیہ کے باقی امتیازی عقائد بھی انہی دو بنیادوں پر قائم ہیں وہ عقائد یہ ہیں کہ:-

(۱) قرآن پاک کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ سارے کا سارا قرآن مجید محکم کتاب الٰہی ہے۔

(۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے آپ کی اتباع کے نتیجہ میں فیضان الٰہی جاری ہے۔

(۳) اللہ تعالےٰ نے امت کی اصلاح کیلئے اس زمانہ میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کو بطور مسیح موعود اور امام مہدی مقرر فرمایا ہے

یہ تینوں عقیدے بھی ہر پہلو سے توحید الٰہی اور عظمت نبوی پر مبنی اور ان کی تائید کرتے ہیں قرآن مجید میں اگر پانسو یا بیس یا پانچ آیات بھی منسوخ مانی جائیں تو قرآن مجید کے محفوظ کتاب ہونے میں شک پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر یہ سوال ہے کہ ان آیات کو منسوخ کس نے قرار دیا ہے اگر اللہ تعالےٰ نے یا اس کے رسول نے ایسا کیا ہوتا تو ان کی مجوزہ تعداد میں اتنا اختلاف نہ ہوتا۔ اور جب اللہ اور رسول نے آیات کو منسوخ قرار نہیں دیا تو اور کسی کو کیا حق ہے کہ خدا کی کتاب کی آیات کو اپنے اندازے اور قیاس سے منسوخ ٹھہرائے، ایسا کرنے سے یقیناً اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرق آتا ہے اور قرآن پاک کا مقام بھی محفوظ نہیں رہتا پس نسخ فی القرآن کا عقیدہ جو عام مسلمان اور ان کے علماء مانتے ہیں درست نہیں صحیح عقیدہ یہی ہے کہ قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے اور یہی جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔

آنحضرتؐ کی اتباع میں مکمل فیضان الٰہی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع

میں مکمل نعمت الہیہ کو جاری ماننا تو بالبداہت عظمت نبوی کو قائم کرنا ہے مکمل فیضان الٰہی یہ ہے کہ امت میں چاروں روحانی درجے، صالحیت شہیدیت، صدیقیت، اور امتی نبوت، آنحضرتؐ کی پیروی سے مل سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیضان میں کوئی کمی نہیں اس کی رحمت کے خزانے بے انتہا ہیں اب اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ فیضان ربانی مکمل طور پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل کیا جا سکتا ہے تو اس سے توحید الٰہی بھی قائم و دائم ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض رسانی کا بلند و بالا مقام بھی سب پر نمایاں ہو جاتا ہے

مسیح موعود کی بعثت

اور عظمتِ نبوی

یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ضرورت کے وقت اپنے فضل سے ایک غلام احمد کو مسیح اور مہدی بنا دیا ہے اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی صفات نمایاں ہوتی رہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فضیلت سب پر ثابت ہو جاتی ہے اور یہ ماننا پڑتا ہے کہ یہ مقام وہ ہے جو صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے اور کسی نبی کو یہ نصیب نہیں ہوا۔ سچ فرمایا گیا ہے کہ ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

خلاصہ بیان یہ ہے کہ احمدیوں کے عقائد قرآن مجید پر مبنی اور آیات قرآنیہ سے ثابت شدہ ہیں اور وہ توحید الٰہی اور عظمت نبوی کے عین مطابق ہیں اگر کوئی عقیدہ قرآن پاک سے ثابت نہیں وہ ہرگز احمدیوں کا عقیدہ نہیں اگر کسی عقیدہ سے توحید الٰہی یا عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ذرہ برابر بھی رخنہ پیدا ہوتا ہو وہ ہرگز احمدیوں کا عقیدہ نہیں پس احمدیہ عقائد کے پرکھنے کا یہی معیار ہے اسی کسوٹی پر احمدیوں کے عقائد کی تعیین کی جا سکتی ہے اور اسی سے ان تمام غلط اتہامات کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو احمدیوں کے دشمن ان کی طرف ناجائز رنگ میں منسوب کرتے رہتے ہیں وما علینا الا البلاغ المبین۔

خالص
سونے چاندی کے زیورات
جدید ڈیزائنوں میں بنوانے
اور
خرید و فروخت کیلئے
نیز
الیس اللہ بکافٍ عبدہ کی انگوٹھیاں
دیدہ زیب ڈیزائنوں میں خریدنے کا اعلیٰ مرکز
پاک گولڈ سمتھ
میاں عبدالسلام عبدالمنان ناصر
عقب جمال بیکری گولبازار - ربوہ
فون نمبر ۵۵۰

پبلک پیپر اینڈ بک ایجنسیز رجسٹرڈ
بھوانہ بازار - لائل پور
فون ۲۳۱۹۰
پر
ہر قسم کی سٹیشنری اور کتب کی خرید کیلئے
تشریف لائیں

ڈسکہ میں بہترین اور گارنٹی شدہ
ڈیزل انجن بنانے والے
البدر انڈسٹری نسبت روڈ ڈسکہ
ضلع سیالکوٹ
تیار کردہ
حاجی نصیر احمد اینڈ سنز ڈسکہ

کوئٹہ میں
باسط سٹورز نزد جناح روڈ کوئٹہ
سے
اخبار "الفضل" کے علاوہ ہفتہ وار "لاہور"
اور
سامان سٹیشنری و جنرل سٹور مل سکتا ہے
مینیجر
عبدالرحمٰن خان کوئٹہ

ھُوَ الشَّافِی
بواسیر
PILES.
بواسیر کی کامیاب دوا۔ "پائلز کیور" (PILES CURE) کے متعلق
مکرم جناب شیر محمد صاحب e/31 ورکشاپ بھلوال ضلع سرگودھا لکھتے ہیں:۔
"آپ کا تیار کردہ کیور برائے بواسیر استعمال کیا۔ بہت مفید ثابت ہوا
ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسی طرح مجرب ادویات تیار کرنے
کی جزائے خیر عطا فرمائے"
فی کورس -/۱۰
مفید لٹریچر مفت طلب کریں
کیور ڈیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ (ڈاکٹر راجہ ہومیو) ربوہ - فون ۶۰۶ / ۶۰۷

ساجد دواخانہ ربوہ کی
مایہ ناز ادویات
زیر نگرانی حکیم نذیر احمد صاحب ساجد پرنسپل
طبیہ کالج ربوہ دواخانہ کی ادویہ انتہائی معیاری
اور محنت سے تیار کی جاتی ہیں۔ آپ پورے بھروسے
سے ان کا استعمال کر سکتے ہیں۔
(فہرست ادویہ مفت طلب فرمائیں)
مینیجر ساجد دواخانہ ربوہ
(بالمقابل دفتر انصار اللہ مرکزیہ)

جگر کے جملہ امراض کے لیئے **جگری** قیمت فی شیشی -/۱۳ روپے — خون کی صفائی اور اٹھرا کیلئے **صندل پاؤڈر** قیمت فی شیشی ۵۰/۳ روپے — اعضائے رئیسہ کیلئے لاجواب **معجون مقوی خاص** قیمت فی شیشی -/۱۰ روپے — **ساجد دواخانہ ربوہ** (نزد دفتر انصار اللہ مرکزیہ)

آگیا آگیا تازہ سٹاک!
گرم کشمیری شالیں
زنانہ و مردانہ ہر قسم
دُھسّے - مرینہ وغیرہ
ریڈی میڈ عوامی سوٹ
زنانہ و مردانہ
کامدار اور پرنٹڈ قمیضیں
لٹھے کی شلواریں اور پاجامے

الفردوس
کلاتھ مرچنٹ
۸۵ - انار کلی لاہور

ایکو الیکٹرک موٹرز

½ تا ۱۵
ہارس پاور
تھری فیسز

اچھوریٹیڈ میٹریل سے تیار کردہ۔ گارنٹی شدہ۔ خوبصورت صنعتی و زرعی ضروریات کے لئے
قیمت مناسب ــــ ڈیلرشپ کے لئے رجوع کریں
ایورسٹ الیکٹریکل کمپنی (EECO) سیالکوٹ روڈ۔ گوجرانوالہ۔ فون نمبر ۶۱۶۵

ہر قسم کا سامان سائنس و اچھی نرخوں پر خریدنے کیلئے
الائیڈ سائنٹیفک سٹور
فون ۶۴۵۰۰
گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

NOOR-E-BASAR (OKK)
کاجل نور بصر
آنکھوں کی خوبصورتی صحت اور صفائی کیلئے لاجواب تحفہ
دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

خطوکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
مینیجر الفضل

تریاق اٹھرا
اٹھرا کے علاج کے لئے کورس 20 روپے

نور نظر
اولاد نرینہ کے لئے کورس 35 روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
فون 538



حسن نکھار مجربات

روشن کاجل — آنکھوں کی حفاظت اور خوبصورتی کیلئے تحفہ۔ قیمت -/۲

زرگل ہیر آئل — بالوں کے قدرتی حسن کو قائم رکھتا، دماغ کو ترو تازگی و ٹھنڈک پہنچاتا اور ان کو قبل از وقت سفید ہونے سے روکتا ہے۔ قیمت -/۵ روپے

حسن نکھار کریم — کیل مہاسے اور چھائیوں کا علاج۔ قیمت -/۳

حسن نکھار لوشن — چہرہ کی رنگت کو نکھارتا ہے اور ہاتھ و چہرہ کے کھردرے پن کو دور کرتا ہے۔ قیمت -/۳

حسن نکھار اُبٹنہ — چہرہ میں شگفتگی، نکھار اور جاذبیت پیدا کرتا ہے۔ قیمت -/۳

سفوف سکاکائی — بالوں کو ملائم اور چمکدار بناتا ہے، مرض سکری و خشکی کو دور کرتا ہے۔ قیمت -/۵



ناصر دواخانہ ربوہ

فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعض وفات یافتہ بزرگ اور ممتاز خادم



حضرت ڈپٹی میاں محمد شریف صاحبؓ ربوہ
(تاریخ وفات:۔ ۲۷ر فروری ۱۹۷۵ء)



حضرت حاجی محمد فاضل صاحبؓ۔ ربوہ
(تاریخ وفات:۔ ۲۲ فروری ۱۹۷۵ء)



حضرت ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحبؓ۔ کوئٹہ
(تاریخ وفات:۔ ۹ر اکتوبر ۱۹۷۵ء)



حضرت بھائی شیر محمد صاحبؓ
(تاریخ وفات ۲۴ر نومبر ۱۹۷۴ء)



محترم قاضی محمد شریف صاحب
(تاریخ وفات:۔ ۲۱ر جولائی ۱۹۷۵ء)



محترم مہاشہ فضل حسین صاحب
(تاریخ وفات:۔ ۱۸ر ستمبر ۱۹۷۵ء)



محترم عبدالسلام صاحب اختر۔ ربوہ
(تاریخ وفات:۔ ۲۰ر جون ۱۹۷۵ء)



حضرت حکیم سید پیر احمد صاحبؓ۔ سیالکوٹ
(تاریخ وفات:۔ ۱۹ر اپریل ۱۹۷۵ء)



محترم میاں محمد صدیق صاحب بانی
(تاریخ وفات:۔ ۲۵ر دسمبر ۱۹۷۴ء)



محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب
(تاریخ وفات:۔ ۴ر مارچ ۱۹۷۵ء)



محترم خدا بخش صاحب بھیروی
(تاریخ وفات:۔ ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۵ء)



محترم میاں سراج الدین صاحب۔ لاہور
(تاریخ وفات:۔ ۲۷ر مارچ ۱۹۷۵ء)



محترم ... گل محمد صاحب۔ ربوہ
(... وفات:۔ ۱۲ر نومبر ۱۹۷۴ء)



محترم الحاج محمد ابراہیم صاحب خلیل۔ ربوہ
(تاریخ وفات:۔ ۲۷ر مئی ۱۹۷۵ء)



محترم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب۔ لاہور
(تاریخ وفات:۔ ۲۷ر اگست ۱۹۷۵ء)



محترم عبداللہ اعجاز صاحب سابق منیجر الفضل
(تاریخ وفات:۔ ۱۸ر اکتوبر ۱۹۷۵ء)



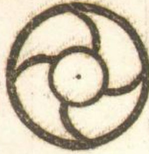
محترم خواجہ غلام نبی صاحب گلکار انور
(تاریخ وفات:۔ ۱۷ر جولائی ۱۹۷۵ء)



محترم چوہدری الیاس الدین صاحب
(تاریخ وفات:۔ ۲۴ر ستمبر ۱۹۷۵ء)



محترم قاضی عبدالمجید صاحب [illegible] ور
(تاریخ وفات:۔ ۲۱ر اکتو[illegible] ۱۹[illegible])



نیشنل بینک آف پاکستان

جدید بینکاری میں منفرد حیثیت کا حامل

جی ہاں! اب تمام بینک قومی تحویل میں ہیں لیکن نیشنل بینک اپنی خصوصیات کی وجہ سے اب بھی ممتاز ہے۔

- حکومت نے سرکاری رقومات کی ادائیگی اور وصولی کا اہم فریضہ صرف ہمیں سونپ رکھا ہے۔
- صرف ہمیں ہی سٹیٹ بینک آف پاکستان کا "امین" ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔
- پاکستان ریلویز کے عظیم قومی ادارہ کے تمام ریلوے سٹیشنوں سے کیش کی وصولی ہمارے سپرد ہے۔
- ہمارا مطمح نظر نفع اندوزی نہیں بلکہ قومی خدمت اور ملکی خوشحالی ہے۔
- ہم آپ کے منافع میں سے کٹوتی کر کے خصوصی انعامات تقسیم نہیں کرتے بلکہ ہمارے ہاں مقررہ منافع آپ کی رقم کے ساتھ شامل ہو کر جلد جلد بڑھتا ہے جس کی شرح ۳۰ فیصد سالانہ سے بھی زیادہ ہے تفصیلات کے لئے ہمارے قریب ترین آفس سے رجوع فرمائیں۔
- ہماری خدمات ہر طبقہ کے لئے وقف ہیں خواہ وہ کسان ہو یا تاجر محنت کش ہو یا صناع۔ طالب علم ہو یا معمار!
- کاشتکاروں کی خدمت کے لئے خصوصی زرعی شعبہ کا قیام۔ چھوٹے تاجروں کے لئے قرض کی سہولتیں۔ ذہین طلباء کے لئے وظائف / بلاسود قرضے ہماری کارکردگی کا ہلکا سا خاکہ۔
- پاکستان میں ۱۲۰۰ سے زائد شاخیں۔ بیرونی ممالک میں دفاتر اور نمائندے۔ سٹاف کی تربیت کے لئے ادارے۔ کمپیوٹر اور ٹیلی پرنٹر زلائنیں۔ یہ سب آپ کی خدمت میں بشاشت مستعدی اور خاموشی سے مصروف ہیں۔
- پھر بھی ہم کوئی خوبی یا اچھائی اپنی طرف منسوب نہیں کرتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ آپ ہی کی سرپرستی کی بدولت ہے بلکہ ہم اپنی کوتاہیوں پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں اور ہر لحظہ کوشاں ہیں کہ ہم اپنے فرائض کو بہتر طور پر کس طرح ادا کریں تاکہ آپ کے اعتماد پر پورا اتریں۔

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ